تعدیل ارکان یعنی ارکان نماز کو بالکل درست طریقے سے ادا کرنے کے متعلق ایک اہم کتاب

نمازیں ضائع ہونے سے بچائیں

مصنف: حضرت علامہ مولانا ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الوالی

مترجم: حضرت مولانا حافظ ابو حارث عبد الرحمٰن العطاری المدنی سلمہ الغنی

تعدیل ارکان یعنی ارکان نماز کو بالکل درست طریقے سے ادا کرنے کے متعلق ایک اہم کتاب

نمازیں ضائع ہونے سے بچائیں

مصنف: حضرت علامہ مولانا ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الوالی

مترجم: حضرت مولانا حافظ ابو حارث عبد الرحمٰن العطاری المدنی سلمہ الغنی

ناشر

مکتبہ فیضان علمیہ پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ......وعلی الک واصحابک یاحبیب اللہ

کتاب کا نام : ''نمازیں ضائع ہونے سے بچائیں۔''

مصنف : حضرت علامہ مولانا ملاعلی قاری علیہ رحمۃ اللہ الوالی

مترجم : حضرت مولانا حافظ ابوحارث عبدالرّحمٰن العطاری المدنی سلمہ الغنی

سن طباعت : یکم ربیع الثانی ۱۴۳۵ ہجری

تعداد : 1000/-

قیمت : 50روپے

ناشر : مکتبہ فیضان علمیہ پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی

کتاب ملنے کے پتے

- ...... مکتبہ فیضان علمیہ پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی۔
- ...... مکتبہ قادریہ پرانی سبزی منڈی کراچی۔
- ...... مکتبہ غوثیہ نشتر بستی پرانی سبزی منڈی کراچی۔
- ...... مکتبہ غوثیہ ہول سیل نزدی فیضان مدینہ پرانی سبزی منڈی کراچی۔
- ...... مکتبہ فیضان مدینہ پرانی سبزی منڈی کراچی۔
- ...... ضیاء القرآن پبلی کیشنز اردو بازار کراچی۔

انتساب

میں اپنی اس ناچیز کاوش کو

اپنے شفیق ومہربان والد ماجد محمد اقبال عطاری سلمہ الباری

اور

اپنی پیاری اور مشفقہ والدہ محترمہ کے نام منسوب کرتا ہوں

جنہوں نے بچپن میں میری بے بسی کے عالم میں

مجھ پر اپنی شفقتوں اور محبتوں کی انتہاء کردی

اور

جوانی میں مجھے نورِ علم سے آشنا ہونے کا موقع فراہم کیا۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا

اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھٹپن میں پالا

ابوحارث عبدالرحمٰن العطاری المدنی

پیشِ لفظ

(از علامہ عمران المدنی مفتی دار الافتاء محمدی و مدرس جامعۃ النور)

نماز قربِ خداوندی حاصل کرنے کا عظیم ذریعہ ہے۔ اللہ تعالی حدیث قدسی میں فرماتا ہے: وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ یعنی میرا بندہ میری طرف کسی ایسی چیز کے ساتھ قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے اس سے زیادہ پسند ہو جو میں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔(صحیح البخاری ، کتاب الرّقاق ،باب التواضع ،برقم :٦٥٠٢،ص:١١٨٥)

اللہ تعالی نماز کے برکات وثمرات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ﴾(العنکبوت :٤٥/٢٩) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔

نماز کو ترک کرنے اور انہیں ضائع کرنے والوں کی مذمّت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا إِلَّا مَن تَابَ﴾ (مریم :١٩/ ٦٠-٥٩) ترجمۂ کنز الایمان: ''تو ان کے بعد انکی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں، (ضائع کیں) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غَیّ کا جنگل پائیں گے، مگر جو تائب ہوئے''

یہاں ''اضاعت صلاۃ'' سے مراد نماز سرے سے نہ پڑھنا ہے یا پھر اس سے مراد نماز کو وقت گزار کر پڑھنا ہے۔(معالم التنزیل :تحت الآیۃ ، ٣/ ٢٠١)

حضرت ابن وہب علیہ رحمۃ الرّبّ نے ارشاد فرمایا: ''غَیّ جہنم کی ایک نہر کا نام ہے جس کی گہرائی بہت زیادہ ہے اور اس کا ذائقہ انتہائی بدمزہ اور خراب ہے۔ (أیضا)

نمازوں کو فراموش کر دینے والے غافلوں کی مذمّت میں فرماتا ہے: ﴿فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ﴾ (الماعون: ۱۰۷/ ۵_۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''توان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں''

جہنّم میں داخلے کا ایک سبب بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ﴾ (المدثّر: ۷۴/ ۴۳_۴۲) ترجمۂ کنزالایمان: (جب جہنّمیوں سے پوچھا جائے گا کہ) تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی؟ وہ بولے: ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

اب بعض احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں کہ نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے نماز نہ پڑھنے والوں کے لیے کیسی سخت وعیدات ارشاد فرمائی ہیں:

(۱) نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''ہمارے اور مشرکین کے درمیان (فرق کرنے والا) عہد نماز ہے تو جس نے نماز ترک کر دی بلاشبہ اس نے کفر کیا۔ (سنن ابن ماجة، کتاب اقامة الصّلاة و السّنّة فیها، باب ماجاء فیمن ترك الصّلاة، برقم: ۱۰۷۹، ص: ۱۷٦)

ترک نماز کو مذکورہ حدیث میں کفر قرار دیا گیا ہے۔ اگر تارک نماز اس کی فرضیت کا منکر ہو تو تب تو کفر بمعنی ارتداد ہوگا۔ ورنہ معنی یہ ہوگا کہ تارک نماز کفار کو دی جانے والی سزا یعنی قتل کا مستحق ہے، یا معنی یہ ہوگا نماز ترک کرنے کا انجام کار کفر ہو سکتا ہے، یا معنی ہوگا کہ نماز کو ترک کر دینا کفار کا سا فعل ہے۔

(۲) نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: ''بندے اور شرک کے درمیان (ظاہراً فرق کرنے والی شے) نماز کو ترک کر دینا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الأیمان ، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترك الصّلاۃ ،برقم :۸۲ ، ص:۵۱)

(۳) نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر نماز کو ترک کیا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا ذمّہ اس سے بری ہے۔'' (المعجم الکبیر ، برقم:۱۳۰۲۳، ۱۲ / ۲۵۲)

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سن لو نماز ضائع کرنے والے کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں ہے۔ (کتاب الأیمان لابن ابی شیبة ، برقم:۱۰۳، ص:۴۰)

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نماز ہی نہیں پڑھتی۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نماز پڑھنے والے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نماز سے متعلق بنیادی مسائل سے نا آشنا ہے۔ ان دونوں طرح کے مسلمانوں کی اصلاح کے لیے علماءِ اسلام نے متعدد کتب تالیف کیں جن میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویّہ کی روشنی میں تارکِ نماز کی اور خلافِ سنّت نماز پڑھنے والوں کی اصلاح کا سامان پیش کیا۔ علامہ علی قاری کا تالیف کردہ رسالہ جو اس وقت آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے یہ بالخصوص ان حضرات کی رہنمائی کے لیے لکھا گیا ہے جو نماز کو درست طریقے سے نہیں پڑھتے اور نماز میں فحش اغلاط کرتے ہیں۔ اس رسالے میں آپ نے تعدیلِ ارکان کی اہمیّت کو اور اس کے ترک کرنے کی صورت میں نماز میں پیدا ہونے والی خرابی کو احادیث مبارکہ اور اقوالِ ائمّہ کی روشنی میں اس خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے جس کا اندازہ قارئین کو رسالہ کے مطالعہ ہی سے ہوگا۔ تعدیل ارکان کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود

کاسانی متوفی: ۵۸۷ھ امام اعظم ابوحنیفہ سے نقل کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: اخشی ان لاتجوز صلاته (بدائع الصنائع: ۱/۱٦۲) یعنی: جونماز میں تعدیل نہ کرتا ہو، مجھے خوف ہے کہ اس کی نماز جائز نہ ہو۔

موضوع کے حوالے سے یہ رسالہ ''فصول مهمة فی حصول المتمة'' انتہائی اہم ہے لیکن اس رسالہ کی اہمیت یوں بھی دوچند ہوجاتی ہے کہ اس رسالے کے مؤلّف احناف کے عظیم شارحِ حدیث، اور بے مثل فقیہ علامہ علی قاری متوفی 1014ھ ہیں۔

فقیر کی ناقص معلومات کے مطابق علامہ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کے اس عظیم الشان، کثیر الفوائد رسالے کو پہلی بار اردو زبان میں منتقل کیا گیا ہے۔ عربی زبان میں موجود اس رسالہ کو جامۂ اردو پہنانے والے اَخِیْ فِی الدِّین حضرت مولانا حافظ ابو حارث عبدالرّحمٰن العطاری المدنی ہیں۔ فقیر کے مولانا سے دیرینہ مراسم ہیں۔ مولانا موصوف نیک سیرت و نیک صورت، عالم باعمل ہیں۔ مولانا نے درسِ نظامی کی تکمیل اہلِ سنّت کی ایک عظیم درس گاہ جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ کراچی سے کی ہے اور بعد از فراغت تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی ہی کے ایک علمی و تحقیقی شعبے ''المدینة العلمیّة'' میں گزشتہ تقریبا تین سالوں سے خدمات انجام دے رہے ہیں اور اس عرصے میں متعدد کتب پر جزوی طور پر کام کیا ہے۔ مولانا کا انفرادی طور پر یہ پہلا کام ہے۔ فقیر اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا گو ہے کہ اللہ تعالی مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور دین کی مزید خدمت کرنے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرمائے۔ اٰمین۔

اَحَدٌ مِنْ طَلَبَةِ الْعُلُوْمِ الدِّیْنِیَّة
ابوحمزہ محمد عمران المدنی

حالاتِ مصنف

نام،نسب،کنیت:

مصنف کا پورا نام علی بن سلطان محمد قاری ھَرَوِی مَکِّی حَنَفِی ہے،آپ کا لقب نور الدین اور کنیت ابو الحسن ہے،آپ کے والد کا نام سلطان محمد ہے، یہ نام دو لفظوں سے مرکب ہے ،اہل عرب اس طرح کا نام نہیں رکھتے ہیں البتہ عجمیوں کی عادت ہے کہ وہ اپنے بچوں کے نام مرکب رکھتے ہیں مثلاً محمد صادق ،محمد اسعد۔آپ کو قاری لقب اس لیے دیا گیا کہ آپ علمِ قراءت میں ماہر، پختہ اور منجھے ہوئے تھے۔ھَرَوِی شہرِ ہرات کی طرف نسبت ہے اور ہرات خراسان کے شہروں میں سے ایک مشہور شہر ہے،آپ کو ہرات شہر کی طرف اس لیے منسوب کیا گیا کہ آپ کی ولادت اس میں ہوئی۔ مَکِّی مکہ مکرمہ کی طرف نسبت ہے،آپ نے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کر کے اس میں رہائش اختیار فرمائی اور چالیس سال سے زیادہ عرصہ کعبہ شریف کے قرب میں رہنے کا شرف حاصل کیا اور مکہ مکرمہ میں ہی آپ کا وصال ہوا۔

آپ ملاّ علی قاری کے نام سے معروف ہیں، لفظ ''مُلّا''کو بعض مصنفین نے ''مُنْلَا'' لکھا ہے اور بعض نے مَوْلٰی لکھا اس بنیاد پر کہ یہ اصل میں عربی لفظ تھا بعد میں فارسی ہو گیا۔ ترکی،افغانستان، پاکستان، ہندوستان اور ایران کے لوگ لفظ ''مُلّا'' استعمال کرتے ہیں ،ملا علی قاری کے زمانے میں ''مُلّا'' بہت بڑے علامہ اور علم و فضل میں ممتاز شخصیت کو کہتے تھے۔

ولادت باسعادت:

آپ کے سیرت نگاروں کے درمیان اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ آپ کی ولادت

ہرات میں ہوئی لیکن انہوں نے آپ کی تاریخ ولادت ذکر نہیں کی بلکہ فقط جائے ولادت کے تذکرہ پر اکتفا کیا، تاہم شیخ عبد الفتاح ابوغدہ نے آپ کے بعض مکی شیوخ کی وفات سے آپ کی تاریخ ولادت نکالی ہے اور انہوں نے آپ کی تاریخِ ولادت تقریبا 930ھ بتائی ہے۔

مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت:

آپ کی جائے ولادت ہرات تھا، آپ نے اس میں ناظرہ قرآن پڑھا، قرآن حفظ کیا اور بنیادی علوم حاصل کیے، اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مشائخ کے حلقوں میں شرکت کر کے ان کے خالص جام اور بہتے چشموں سے سیراب ہوئے، آپ نے ماہر علماء سے علم حاصل کیا اور دن رات ایک کر کے طلبِ علم میں مشغول رہے یہاں تک کہ مقتدا اور پیشوا بن گئے۔ آپ اپنی کتاب ''شَمُّ الْعَوَارِض فِیْ ذَمِّ الرَّوَافِض'' میں فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَعْطَانِیْ مِنَ التَّوْفِیْقِ وَالْقُدْرَةِ عَلَی الْهِجْرَةِ مِنْ دَارِ الْبِدْعَةِ الَّتِیْ دِیَارِ السُّنَّةِ الَّتِیْ هِیَ مَهْبِطُ الْوَحْیِ وَظُهُوْرُ النُّبُوَّةِ وَاَثْبَتَنِیْ عَلَی الْاِقَامَةِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَاقُوَّةٍ یعنی ''اللہ کا شکر ہے اس نے مجھے دارِ بدعت سے دیارِ سنت کی طرف ہجرت کی توفیق اور قدرت عطا فرمائی جو وحی کے نزول اور نبوت کے ظہور کا مقام ہیں اور میری قوت اور طاقت کے بغیر مجھے ان میں مقیم رہنے پر ثابت قدم رکھا۔''

آپ نے ہرات کو دارِ بدعت اس لیے فرمایا کہ سلطان اسماعیل بن حیدر صفوی المعروف شاہ اسماعیل ہرات پر قابض ہوا، اس نے مسلمانوں کو ظلماً قتل کیا اور ہرات میں روافض کے شعائر کی اشاعت کا حکم دیا حتی کہ علماء کے پیچھے لگ گیا کہ وہ منبروں پر خلفاء راشدین کو برا بھلا کہیں۔

تقوی و پرہیزگاری:

آپ متقی و پرہیز گار اور دنیا سے بے رغبت شخص تھے، آپ یہ سمجھتے تھے کہ حکام سے قریب ہونے، ان کے تحائف قبول کرنے اور سرکاری عہدوں پر فائز ہونے سے اخلاص اور پرہیز گاری کو نقصان پہنچتا ہے، آپ نے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اس کا نام رکھا: تَبْعِیْدُ الْعُلَمَاء عَنْ تَقْرِیْبِ الْاُمَرَاء (علماء کو حکام کے قرب سے دور کرنا)، آپ اکثر یہ جملہ دہرایا کرتے تھے: رَحِمَ اللّٰہُ وَالِدِیْ کَانَ یَقُوْلُ لِیْ: مَا اُرِیْدُ اَنْ تَصِیْرَ مِنَ الْعُلَمَاءِ خَشْیَۃَ اَنْ تَقِفَ عَلٰی بَابِ الْاُمَرَاءِ یعنی ''اللہ عزوجل میرے والد پر رحم فرمائے، وہ مجھ سے کہا کرتے: میں نہیں چاہتا کہ تم عالم بنو اس خوف سے کہ تم عالم بن کر حکام کے دروازے پر کھڑے جاؤ گے۔'' آپ اس معاملہ میں حکام کے مال لینے سے بچنے والے اور ان سے دوری اختیار کرنے والے ائمہ مثلاً امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، فضیل بن عیاض، امام احمد بن حنبل اور امام ابو جعفر طبری وغیرہ حضرات کے پیچھے چلے۔

آپ نے رضائے الٰہی کے لیے طلبِ علم کے موضوع پر ٹھوس گفتگو فرمائی اور دنیا اور اس کے عہدوں کے لالچ میں علم حاصل کرنے والوں کی سخت الفاظ میں مذمت فرمائی چنانچہ اپنی کتاب ''تَطْھِیْرُ الطَّوِیَّۃ بِتَحْسِیْنِ النِّیَّۃ'' میں فرماتے ہیں: ''ہم طالبِ علموں کو دیکھتے ہیں وہ حصولِ علم کی راہ میں حیران و پریشان ہیں، کبھی اغراض فاسدہ یعنی ظالموں کا قرب پانے اور بلند مرتبہ کے لیے آگے بڑھنے وغیرہ کی وجہ سے دنیا و آخرت میں نفع نہ دینے والے علوم سیکھتے ہیں، کبھی فاسد مقاصد مثلاً مدرس یا واعظ یا مفتی یا قاضی بننے کے لیے علومِ دینیہ تفسیر، حدیث، فقہی مسائل سیکھتے ہیں۔

نیز فرماتے ہیں: پہلے کے علماء اپنے پاس آمد و رفت رکھنے والوں کے احوال کا جائزہ لیا

کرتے تھے، جب کسی سے کوئی نفلی عبادت میں کوتاہی دیکھتے تو اسے ناپسند کرتے اور اس کی عزت کرنا چھوڑ دیتے اور جب اس سے فسق وفجور دیکھتے تو اس سے الگ ہو جاتے اور اسے اپنی مجالس سے دور کردیتے اور علم سکھانا تو درکنار اس سے کلام تک نہ فرماتے تھے۔''

ملاعلی قاری نے سلف صالحین کی صفات اپنائیں، نفسانی خواہشات اور گناہوں سے بچتے رہے نیز اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاصل ہونے والے مال پر قناعت کرکے، بقدرِ ضرورت رزق پر راضی رہ کر اور اللہ عزوجل پر توکل کرتے ہوئے زندگی گزاری۔ آپ کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے: آپ ہر سال خوبصورت کتابت میں ایک مصحف لکھ کر اسے بیچتے اور حاصل شدہ آمدنی ایک سال تک آپ کے گزر بسر کے لیے کافی ہوتی۔

وفات اور دورِ تصنیف:

آپ کی وفات سن 1014ھ میں شوال کے مہینے میں ہوئی اور مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔

آپ کی تبییض اور تالیف کے دور کا آغاز تقریباً 1003ھ میں ہوتا ہے، آپ کی زندگی کے اس آخری دور کے متعلق یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ آپ نے اس میں اپنی سابقہ زندگی کے مقابلے میں زیادہ لکھا ہے، آپ نے اس عرصہ میں کتابیں تالیف کیں جبکہ بعض قیمتی تالیفات کی شروحات لکھیں اور بعض کا اختصار کیا، آپ نے نصوص جمع کی اور ان کی تمحیص اور تحقیق کرکے ان سے عمدہ نتائج نکالنے کے بعد ہمارے لیے سابقہ تالیفات کا خلاصہ اور نچوڑ پیش کیا۔

آپ نے اپنی اکثر تالیفات زندگی کے اسی دور میں مکمل کیں، اس کا اندازہ درج ذیل

سے لگایا جا سکتا ہے:

(۱) ''فَتحُ بَابِ الْعِنَايَةِ بِشَرْحِ النُّقَايَة'' کی تالیف سے سن 1003ھ میں فارغ ہوئے۔

(۲) ''شَرْحُ شَرْحِ نُخْبَةِ الْفِكْر'' کی تالیف سے سن 1006ھ میں فارغ ہوئے۔

(۳) ''مِرْقَاةُ الْمَفَاتِيح شَرْحُ مِشْكَاةِ الْمَصَابِيح''سن 1008ھ میں مکمل کی۔

(۴) ''جَمْعُ الْوَسَائِل فِيْ شَرْحِ الشَّمَائِل'' کی تصنیف سے سن 1008ھ میں فراغت پائی۔

(۵) ''اَلْحِرْزُالثَّمِين لِلْحِصْنِ الْحَصِين'' کی تکمیل سن 1008ھ میں ہوئی۔

(٦) ''شَرْحُ الشِّفَا''سن 1011ھ میں مکمل ہوئی۔

(۷) ''شَرْحُ الْمُؤَطَّا'' کی تصنیف سے سن 1013ھ میں فارغ ہوئے۔

(۸) ''شَرْحُ عَيْنِ الْعِلْم وَزَيْنُ الْحِلْم''سن 1014ھ میں پوری فرمائی۔

اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آپ اپنی زندگی کے آخری حصہ میں تحصیل علم، تدریس، متعدد علوم میں کتب کی تصنیف اوراس آخری دور سے پہلے جو لکھا اس کی تبییض میں مشغول رہے تاکہ وصال کے بعد یہ آپ کے لیے ذخیرہ بن جائے۔

گیارھویں صدی کے مجدد:

بعض علماء نے آپ کو گیارھویں صدی کے مجددین میں سے مانا ہے، آپ کی تمام تصانیف اپنے باب میں نفیس اور بے مثال ہیں جو آپ کو مجددیت کے مرتبے تک پہنچاتی ہیں، خود آپ نے بھی اپنے مجدد ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور علما نے بھی اس پر تعجب نہیں کیا بلکہ آپ کی بات قبول کرتے ہوئے آپ کی موافقت فرمائی چنانچہ آپ ''شَمُّ الْعَوَارِض فِيْ ذَمِّ الرَّوَافِض''میں یہ

حدیثِ مبارکہ ''اللہ عزوجل اس امت کے لیے ہر صدی کے آخر میں ایسے شخص کو بھیجتا ہے جو اس امت کے دین کی تجدید فرماتا ہے'' ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: عظمت والے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم! اگر میں کسی ایسے شخص کو جانتا جو الفاظ اور معانی کے اعتبار سے کتاب وسنت کا مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے تو میں ضرور اس کے پاس جاتا اگرچہ اس کی صحبت پانے کے لیے مجھے سرین کے بل جانا پڑتا اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا بلکہ تحدیث نعمت اور شکرانے کے طور پر کہہ رہا ہوں اور اس شکر کے ذریعے اپنے رب سے مزید ایسے علم کا طلب گار ہوں جو میرے لیے ذخیرہ بن جائے۔

علامہ ابن عابدین شامی نے ''تَنْبِیْہُ الْوُلَاۃِ وَالْحُکَّام'' میں ملا علی قاری کو ''خَاتِمَۃُ الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِیْن، شَیْخُ الْقُرَّاءِ وَالْفُقَھَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْن'' کے لقب سے یاد کیا اور آپ کا مذکورہ کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ملا علی قاری کے کلام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ اپنے زمانے کے مجدد ہیں اور آپ اس منصب کے لائق بھی ہیں اور اس کا انکار ہر متعصب ہلاک ہونے والا ہی کرے گا۔

ابو حارث عبدالرحمٰن العطاری المدنی

abdulrahmannorani@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

اما بعد!

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جس نے نماز کے قیام اور اس پر ہمیشگی مقرر کر کے دین کی حفاظت فرمائی، نماز کی حفاظت کرنے اور اس کی شرائط، ارکان اور واجبات کو جملہ حقوق کے ساتھ بجالانے کا حکم دیا، اسے سنتوں اور مستحبات کے ساتھ عمدہ طریقے سے ادا کرنے پر ثواب کا وعدہ فرمایا، مفسدات، محرمات اور مکروہات کا ارتکاب کر کے اس میں کوتاہی کرنے سے ڈرایا اور درود وسلام ہو اس ہستی پر کہ تمام احوال میں جن کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے حتی کہ فرمایا کرتے: یَا بِلَالُ! اَرِحْنَا یعنی اے بلال! دیگر مشاغل سے دور کر کے ہمیں نماز کے ذریعے راحت پہنچاؤ کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے، اس کے ذریعے بندہ اللہ عزوجل سے مناجات کرتا ہے تو وہ شخص کتنا سعادتمند ہے جو اسے جملہ حقوق کے ساتھ ادا کرے اور وہ شخص کتنا بدبخت ہے جو اس سے غفلت برتے اور اللہ عزوجل نبی کریم ﷺ کی آل واصحاب، آپ کے پیروکاروں، آپ سے محبت کرنے والوں، ارباب معرفت وشہود اور رکوع وسجود درست طریقے سے ادا کرنے والوں سے راضی ہو۔

کتاب لکھنے کا سبب:

حمد وصلوۃ کے بعد اپنے رب کے کرم کا محتاج علی بن سلطان محمد القاری کہتا ہے: جب میں نے عوام بلکہ اکثر علماء اور فضلاء حتی کہ مشائخ ہونے کے دعویدار حضرات جو خود کو اولیاء اور اصفیاء

گمان کرتے ہیں ، کو دیکھا کہ وہ نماز جیسی عبادت کے معاملے میں کوتاہی برتتے ہیں بالخصوص دوارکان رکوع وسجوداوران کے توابع یعنی قومہ،جلسہ اورقعدہ میں کوتاہی کرتے ہیں حالانکہ نماز کو پورے طور پرادا کرناان پرواجب اورلازم ہے اوریہ کوتاہی خلوت وجلوت کی تمام جگہوں اوراوقات میں عام ہوگئی اورعقلمندوں اور بے عقلوں کی عبادت عادت کی طرح ہوگئی ،عوام خواص کی اقتداء کرنے لگے اورانہوں نے اپنی انتہائی جہالت کے سبب یہ نہیں جانا کہ اس زمانے کے (بےعمل) علماء کے افعال کی اقتداء جائزنہیں بلکہ اب فقط ضرورتاًان کے اقوال سے رہنمائی لے سکتے ہیں اس لیے کہ عالَم کے فساد کا دارومدار عالِم کے فساد پر ہے اورسوائے چند کے باقی اہلِ علم راہ حق سے ہٹ گئے اورانہوں نے بہت سوں کوسیدھے راستے سے ہٹا دیا کیونکہ انہوں نے بزرگان دین کی طرح عبادات کے معاملے میں احتیاط کوترک کردیااورآیات میں موجودوعیدوں کے مصداق ہوگئے۔

ارشادِباری تعالیٰ ہے:فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا O (پ:۱۶،مریم:۵۹)(ترجمۂ کنزالایمان:توان کے بعدان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اوراپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے توعنقریب وہ دوزخ میں غَی کا جنگل پائیں گے)

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صٰلِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ (پ:۱۹،الفرقان:۷۰)(ترجمۂ کنزالایمان:مگرجوتوبہ کرےاورایمان لائے اوراچھا کام کرےتو ایسوں کی برائیوں کواللہ بھلائیوں سے بدل دے گا)

دین خیرخواہی کا نام ہے:

میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے زمانے والوں کواس حوالے سے تنبیہ کی جائے کیونکہ دین خیر خواہی کا نام ہے جو کامل ایمان ،کمالِ اخلاص اور پختہ یقین سے پیدا ہوتی ہے اوراس تنبیہ سے مقصود یہ ہے کہ لوگ غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیں اورتو بہ کے ابتدائی مقام سے ترقی کرتے ہوئے توبہ کے انتہائی مقام تک پہنچ جائیں ،اب میں یہاں وہ چیزیں بیان کروں گا جن کے سبب دنیا وآخرت میں خوشی حاصل ہوگی ،غم دور ہوگا اور دائمی نفع حاصل ہوگا ،اللہ عزوجل ہمیں بلند مقام اورعمدہ مرتبے تک پہنچائے اوراپنی ملاقات کے لیے ہماری تڑپ میں اضافہ فرمائے۔

چنانچہ میں اللہ عزوجل کی عطا کردہ توفیق اور بھلائی کے ساتھ کہتا ہوں: بے شک اللہ تعالیٰ نے جب بھی اپنی کتاب میں نماز کا ذکر فرمایا تو اسے اقامت اور محافظت وغیرہ کے ساتھ مقید کیا سوائے ایک مقام کے جس میں اللہ عزوجل نے ان نماز قائم کرنے والوں کی مذمت بیان کی ہے جو نماز سے غافل تھے اور اسے اچھے طریقے سے ادانہیں کرتے تھے ،چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ O (ترجمہ کنزالایمان: توان نمازیوں کی خرابی ہے جواپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں) یعنی ان لوگوں کے لیے خرابی ہے جو مکمل طور پر نماز چھوڑ بیٹھے ہیں یااس کے بعض حقوق کی ادائیگی سے غافل ہیں ،اللہ عزوجل نے یہ نہیں فرمایا:فِیۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ (جواپنی نماز میں بھول کرتے ہیں) کیونکہ (لفظ) انسان نسیان سے بنا ہے(پس انسان سے بھول کا سرزد ہوجانا ایک عام چیز ہے) اور پاک تو وہی ذات ہے جو سب سے بلند و برتر ہے جو غافل ہوتا ہے نہ بھولتا ہے اور جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ''میری امت سے خطاء،نسیان اور جبرواِکراہ اٹھالیا گیا ہے'' اس پر اشارۃً دلالت کرتا ہے اسی طرح صحیح حدیث بھی اس معنی پر صراحت کے ساتھ

دلالت کرتی ہے۔

نماز قائم کرنے سے مراد؟

صاحب کشاف، صاحب مدارک، قاضی بیضاوی وغیرہ مفسرین اور علماء معتبرین کے مطابق نماز قائم کرنے سے مراد ہے: تَعْدِیْلُ اَرْکَانِھَا وَحِفْظُھَا مِنْ اَنْ یَقَعَ زَیْغٌ فِیْ اَفْعَالِھَا وَشَانِھَا (یعنی اس کے ارکان اطمینان سے ادا کیے جائیں اور اس کے افعال و احوال میں کوئی خلل واقع ہونے سے اس کی حفاظت کی جائے)

دو سوالات اور ان کے جوابات:

سوال: اگر تم کہو کہ (نماز قائم کرنے سے مراد تعدیل ارکان ہے تو) یہ بات تعدیل ارکان کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے؟

جواب: میں کہتا ہوں جمہور علماء امت کے نزدیک یہ فرض ہی ہے مگر محققین فقہاء فرماتے ہیں کہ فرض وہ ہوتا ہے جو دلیلِ قطعی کے ساتھ ثابت ہو اور واجب وہ ہوتا ہے جو دلیلِ ظنی کے ساتھ ثابت ہو جبکہ اقامت صلاۃ کی تفسیر تو محافظت اور مداومت وغیرہ کے ساتھ بھی کی گئی ہے لہذا آیت کی دلالت قطعی نہیں ہے۔

سوال: اگر کہا جائے کہ احتمال کی موجودگی میں (فرضیت پر) دلیل پکڑنا درست نہیں ہے؟

جواب: صحیح قول کے مطابق قول کبھی ترجیح پانے کے سبب دلیل بن جاتا ہے، اکثر علماء قول اول پر ہیں اور اسی قول پر بھروسہ کیا گیا ہے اور یہی معنی میں زیادہ ظاہر ہے، مدار اس پر اکثر ہے اور یہی حقیقت کے زیادہ قریب ہے، اعتماد اس پر زیادہ مناسب ہے بلکہ صاحب کشاف نے کہا کہ نماز قائم

کرنے کا حقیقی معنی تعدیل ارکان (یعنی اس کے ارکان اطمینان اور سکون سے ادا کرنا) ہے اور انہوں نے دیگر مجازی معانی کو ضعیف قرار دیا۔

پھر یہ قول احادیث نبویہ سے مؤید اور ادلہ شرعیہ کی رو سے مضبوط ہے اور ملت اسلام کے اکابرین اور بڑے بڑے ائمہ حنفیہ سے منقول ہے، چنانچہ ہم پہلے وہ چیز ذکر کریں گے جس کا حق پہلے ہے یعنی رسول کریم ﷺ سے ثابت احادیث، پھر اس کے بعد علماء کی نقل اور فقہاء کی روایت لائیں گے۔

تعدیل ارکان کے متعلق سولہ احادیث مبارکہ

تمہاری نماز نہیں ہوئی:

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے ،ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے (درست) نماز نہیں پڑھی، چنانچہ وہ گیا اور اسی طرح نماز پڑھی، پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: جاؤ جا کر نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی، اس طرح تین مرتبہ ہوا تو اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں اس کے علاوہ (نماز کا طریقہ) نہیں جانتا، آپ ہی مجھے سکھا دیجیے، آپ نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر اتنا قرآن پڑھو جتنا آسانی سے پڑھ سکو پھر اطمینان سے رکوع کرو، پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان سے سجدہ کرو پھر سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور پوری نماز

اسی طرح مکمل کرو۔(صحیح البخاری ، کتاب الاذان ، باب وجوب القراءۃ للامام والماموم الخ، ۱/۱۵۲ ،برقم۷۵۷،دار طوق النجاۃ)

ہم نے ''مرقاۃ شرح مشکاۃ'' میں حدیث کی شرح تفصیل سے کر دی ہے لیکن یہاں ہم مخالف وموافق کے نزدیک مقصود پر دلالت کرنے والی نصوص پر اکتفاء کریں گے۔

شیخ اکمل الدین بابرتی نے ''شرح المشارق'' میں حدیث پاک کے الفاظ ''پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ'' کے تحت فرمایا: ''یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نماز میں تعدیل ارکان واجب ہے۔''

ان کے کلام میں اس بات پر دلالت ہے کہ قومہ کے اندر اطمینان بھی تعدیل ارکان میں شامل ہے جیسا کہ ''المغرب'' میں اس کی صراحت ہے اور صاحب الاختیار نے اسے اختیار کیا ہے۔

رکوع اور سجود پورے طور پر ادا کرو:

❁...... حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَتِمُّوا الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ یعنی رکوع اور سجود پورے طور پر ادا کیا کرو۔(صحیح البخاری ، کتاب الایمان والنذور ، باب کیف کانت یمین النبی ﷺ، ۸/۱۳۱ ،برقم ٦٦٤٤،دار طوق النجاۃ)

اور رکوع اور سجود کی پورے طور پر ادائیگی صرف اطمینان کے ساتھ ہوتی ہے لہذا یہ اطمینان کے وجوب پر دلالت ہے۔

اگر اسی حالت میں انتقال ہو گیا تو۔۔۔؟

......رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں رکوع مکمل طور پر ادا نہیں کر رہا تھا اور سجدے میں ٹھونگیں مار رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا تو یہ محمد کی ملت کے علاوہ پر مرے گا۔(المعجم الکبیر،٤/١١٥،برقم٣٨٤٠،دار احیاء التراث)

یہ سخت ڈراوا اور یقینی وعید ہے اس سے برے خاتمے کا اندیشہ ہے ہم اللہ عزوجل سے آتشِ دوزخ میں جانے سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

سنت کے علاوہ پر مرو گے:

......حضرت سیدنا زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع وسجود پورے طور پر ادا نہیں کر رہا تو ارشاد فرمایا: تم نے (درست) نماز نہیں پڑھی، اگر تم (اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے) مر گئے تو سنت کے علاوہ پر مرو گے۔(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ،باب اذا لم یتم السجود، ١/٨٧، برقم٣٨٩،دار طوق النجاۃ)

فطرت کے علاوہ پر موت:

......ایک روایت میں ہے: اگر تم (اسی حالت میں) مر گئے تو فطرت (یعنی دین اسلام) کے علاوہ پر مرو گے جس پر اللہ عزوجل نے محمد (ﷺ) کو پیدا کیا ہے۔(صحیح البخاری، کتاب الاذان،باب اذا لم یتم الرکوع،١/١٥٨،برقم٧٩١،دار طوق النجاۃ)

نماز کا چور:

......حضرت سیدنا نعمان بن مُرَّہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا: شرابی، زانی اور چور کے بارے میں تمہاری کیا رائے

ہے؟ (ان تینوں کے متعلق آپ کا یہ سوال حدود کا حکم نازل ہونے سے پہلے تھا)، صحابۂ کرام نے عرض کی: اللہ اوراس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ بڑے سخت گناہ ہیں اوران پر سزا ہےاورسب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے، صحابۂ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! آدمی نماز میں چوری کیسے کرتا ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ اس کے رکوع اور سجود مکمل طور پر ادا نہیں کرتا۔(مؤطا امام مالك، كتاب قصر الصلاة فى السفر، باب العمل فى جا مع الصلاة، ١/١٦٤، برقم٤١٠، دار المعرفه)

نماز میں کوے کی طرح ٹھونگیں مارنا منع ہے:

...... حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن شِبْل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے، (مردوں کے لیے سجدے میں) درندوں کی طرح کلائیاں بچھانے اوراونٹ کے جگہ مخصوص کر لینے کی طرح مسجد میں اپنے لیے کوئی جگہ خاص کر لینے سے منع فرمایا ہے۔(سنن ابی داؤد، كتاب الصلاة، باب صلاة من لايقيم صلبه فى الركوع والسجود، ١/٢٢٨، برقم٨٦٢، المكتبة العصرية)

رکوع وسجود میں پشت سیدھی نہ کرنے والے کی کوئی نماز نہیں:

...... حضرت سیدنا علی بن شَیْبَان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے چلے حتی کہ ہم نے آپ کے پاس پہنچ کر آپ سے بیعت کی پھر آپ کی اقتدا میں نماز کے لیے کھڑے ہوگئے (دوران نماز) آپ نے اپنے پیچھے ایک شخص کو گوشۂ چشم سے ملاحظہ کیا کہ رکوع اور سجدے میں اپنی پشت سیدھی نہیں کر رہا، جب آپ نے نماز مکمل فرمالی تو ارشاد فرمایا: اے گروہِ مسلمین! جو شخص رکوع اور سجود میں اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا اس کی کوئی نماز

نہیں ۔(سنن ابن ماجه،ابواب اقامة الصلاة الخ،باب الركوع فى الصلاة، ۱/۲۸۲،برقم ۸۷۱،دار احياء الكتب العربيه)

"یعنی جو رکوع اور سجود کے بعد (قومہ اور جلسہ میں) اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا اس کی کوئی نماز نہیں۔" لہذا یہ حدیث قومہ اور جلسہ کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔

نماز میں پشت سیدھی نہ کرنے والے کی مثال:

۞...... حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حالت رکوع میں قراءت کرنے سے منع کیا اور ارشاد فرمایا: اے علی! نماز میں پشت سیدھی نہ کرنے والے کی مثال اس حاملہ عورت کی طرح ہے کہ جب بچے کی پیدائش کا وقت قریب آئے تو حمل گرا دے، اب نہ تو وہ حاملہ رہے اور نہ ہی بچے والی۔(مسند ابی یعلی،مسند علی بن ابی طالب، ۱/۲۶۷،برقم ۳۱۵،دار المأمون للتراث)

اللہ عزوجل کون سی نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا؟

۞...... حضرت سیدنا طَلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا جس میں وہ رکوع اور سجود کے درمیان (قومہ اور جلسہ میں) اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا۔(المعجم الكبير،باب الطاء، ۸/۳۳۸،برقم ۸۲۶۱،دار احياء التراث)

حدیث کی قومہ اور جلسہ کے وجوب پر دلالت:

۞...... حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز تکبیر تحریمہ سے

اورقراءت اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ O سے شروع فرماتے اور جب رکوع کرتے تو سر مبارک نہ اونچار کھتے اور نہ نیچے جھکاتے بلکہ متوسط رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور جب ایک سجدے سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک دوسرا سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے۔(صحیح مسلم، کتاب الصلاة ،باب ما یجمع صفة الصلاةالخ ،۱/۳۵۷،برقم۴۹۸،دار احیاء التراث العربی)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے لہذا قومہ اور جلسہ افعالِ واجبہ سے ہیں۔

ساٹھ سال کی نمازیں ضائع:

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے: آدمی ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے مگر اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی ،شاید وہ رکوع تو پورا ادا کرتا ہو لیکن سجدہ پورا نہ کرتا ہو یا پھر سجدہ پورا ادا کرتا ہو مگر رکوع پورا نہ کرتا ہو۔(الترغیب و الترهیب، ۱/۱۹۹،برقم۷۵۳،دار الکتب العلمیة)

اللہ عزوجل کامل نماز قبول فرماتا ہے:

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا،آپ نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا یہ ستون ہوتا تو اس کے عیب دار ہونے کو ضرور نا پسند کرتا پھر تم میں سے کوئی جان بوجھ کر کیسے اپنی نماز ناقص پڑھتا ہے؟ حالانکہ وہ تو اللہ عزوجل کے لیے ہوتی ہے ،نماز پوری کیا کرو کیونکہ اللہ عزوجل مکمل نماز ہی قبول فرماتا ہے۔(المعجم الاوسط،٦/٢٤١،برقم٦٢٩٦،دار الحرمین)

نماز منہ پر ماردی جاتی ہے:

۞...... حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ ہر نمازی کے دائیں اور بائیں ایک ایک فرشتہ ہوتا ہے تو اگر وہ نماز پورے طور پر ادا کرتا ہے تو وہ دونوں فرشتے اس کی نماز اوپر لے جاتے ہیں اور اگر وہ اس کو ٹھیک طریقے سے ادانہیں کرتا تو وہ اس کی نماز اس کے منہ پر مار دیتے ہیں۔(الترغیب والترھیب،۱/ ۲۰۰،برقم۷٦۰،دار الکتب العلمیة)

دیکھتے نہیں! کیسے نماز پڑھتے ہو؟

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، جب آپ نے سلام پھیرا تو آخری صف میں موجود ایک شخص کو آواز دی اور ارشاد فرمایا: اے فلاں! کیا اللہ سے نہیں ڈرتے! کیا دیکھتے نہیں! کیسے نماز پڑھتے ہو؟ بے شک تم میں سے کوئی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ صرف اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اُسے غور کرلینا چاہیے کہ وہ اس سے کس طرح مناجات کرتا ہے؟(صحیح ابن خزیمه، کتاب الصلاة ،باب الامربالخشوع فی الصلاة،۱/ ۲٤۱،برقم٤۷٤،المکتب الاسلامی)

سب سے پہلا نماز کا حساب:

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ بروز قیامت بندے سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہوگی تو اگر اس کی نماز درست ہوئی تو وہ فلاح اور کامیابی پا جائے گا اور اگر اس میں خرابی ہوئی تو وہ نا کام ونامراد ہوجائے گا۔(سنن ترمذی،ابواب الصلاۃ، باب ماجاء ان اول مایحاسب به العبد الخ،۲/ ۲٦۹،برقم٤۱۳،شرکة مکتبة ومطبعة

مصطفٰی البابی الحلبی)

یہ احادیث اگر چہ ظنی ہیں لیکن مجموعی اعتبار سے قطعیت کے قریب ہیں اور ان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں تعدیل ارکان فرض ہے اور یہی جمہور علماء مثلا امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام ابو یوسف کا مذہب ہے اور ہمارے ائمہ کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ یہ واجب ہے اور یہی محققین کا مختار ہے اور ایک جماعت کا مذہب ہے کہ یہ سنت مؤکدہ اور قریب بہ واجب ہے، اب میں تمہارے سامنے علماء کے اقوال اور فقہاء کی روایات بیان کروں گا جن پر مجھے اطلاع ہے:

تعدیل ارکان کے فرض یا واجب ہونے پر اقوال فقہاء

شرح مجمع البحرین (جو کہ مصنف کی اپنی ہے) میں ہے:

وَقَالَ اَبُو یُوسُف : تَعْدِیْلُ اَرْکَانِ الصَّلَاۃِ وَھُوَ الطُّمَأْنِیْنَۃُ فِی الرُّکُوعِ وَالسُّجُودِ، وَکَذَااِتْمَامُ الْقِیَامِ بَیْنَھُمَا، وَاِتْمَامُ الْقُعُوْدِ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ فَرْضٌ،تَبْطُلُ الصَّلَاۃُ بِتَرْکِہٖ،وَبِہٖ قَالَ الشَّافِعِی

(ترجمہ: امام ابو یوسف فرماتے ہیں: نماز میں تعدیل ارکان یعنی رکوع وسجود اطمینان سے ادا کرنا اور ایسے ہی رکوع وسجود کے درمیان مکمل کھڑا ہونا اور دو سجدوں کے درمیان پورا بیٹھنا فرض ہے، ان کے ترک سے نماز باطل ہوجائے گی اور یہی بات امام شافعی نے بھی فرمائی ہے)

تاج الشریعہ نے نماز کے واجبات شمار کرتے ہوئے فرمایا:

وَتَعْدِیْلُ الْاَرْکَانِ خِلَافًا لِاَبِیْ یُوْسُفَ وَالشَّافِعِی فَاِنَّہٗ فَرْضٌ عِنْدَھُمَا وَھُوَ الْاِطْمِئْنَانُ فِی الرُّکُوْعِ،وَکَذَا فِی السُّجُوْدِ وَقُدِّرَ بِمِقْدَارِ تَسْبِیْحَۃٍ،وَکَذَا الْاِطْمِئْنَانُ بَیْنَ الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَ بَیْنَ السَّجْدَتَیْن

(ترجمہ:اور تعدیل ارکان (بھی واجب ہے)برخلاف امام ابو یوسف اور امام شافعی کے کیونکہ ان دونوں حضرات کے نزدیک یہ فرض ہے اور تعدیل ارکان سے مراد رکوع اور سجود میں اطمینان ہے اور اس کا اندازہ ایک تسبیح (یعنی ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے) کی مقدار ہے ،اسی طرح رکوع اور سجود کے درمیان اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان بھی تعدیل ارکان سے ہے)

صدر الشریعہ نے تاج الشریعہ کے قول کی شرح کرتے ہوئے فرمایا:

وَقَوْلُہٗ:"وَقُدِّرَ بِمِقْدَارِ تَسْبِیْحَۃٍ"تَقْدِیْرُ اَدْنَاہُ،وَقَدْ صَرَّحَ بِہٖ الزَّیْلَعِیُ حَیْثُ قَالَ:"وَاَدْنَاہُ مِقْدَارُ تَسْبِیْحَۃٍ"

(ترجمہ: تاج الشریعہ کا قول:''اور اس کا اندازہ ایک تسبیح کی مقدار ہے''یہ کم سے کم مقدار ہے جیسا کہ امام زیلعی نے اس کی صراحت کی ہے ،چنانچہ ارشاد فرمایا:اور اس کی ادنی مقدار ایک تسبیح کے بقدر ہے)

واضح رہے کہ تعدیل ارکان علامہ جرجانی کی نقل کے مطابق سنت اور امام کرخی کی نقل کے مطابق واجب ہے،ایسے ہی ہدایہ میں ہے۔

تاتارخانیہ میں ''صلاۃ الاثر'' کے حوالے سے ہے: مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ

امام محمد کا قول امام ابو یوسف کے قول کی مثل ہے۔

محقق ابن ہمام نے فرمایا:

سُئِلَ مُحَمَّدٌ عَنْ تَرْكِ الْاِعْتِدَالِ فِيْ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَقَالَ: اِنِّي اَخَافُ أَنْ لَا تَجُوْزَ صَلَاتُهٗ

(ترجمہ: امام محمد سے رکوع اور سجود میں اعتدال ترک کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: میں ایسے شخص کی نماز درست نہ ہونے کا خوف کرتا ہوں)

ایسا ہی خلاصہ میں ہے اور ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہے، صاحب شرح منیہ نے اسے شرح منیہ میں ذکر کیا ہے۔

ظہیریہ میں ہے: قاضی امام صدر الاسلام ابوالیسر نے فرمایا:

اِنَّ مَنْ تَرَكَ الْاِعْتِدَالَ فِيْ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ يَلْزَمُهُ الْاِعَادَةُ وَاِذَا اَعَادَ يَكُوْنُ الْفَرْضُ الثَّانِيَ اَيْ لِكَمَالِهٖ دُوْنَ الْاَوَّلِ اَيْ لِنُقْصَانِهٖ

بلاشبہ جو رکوع اور سجود میں اعتدال ترک کرے ایسے شخص پر نماز دوبارہ لوٹانا لازم ہے اور جب وہ اعادہ کرے گا تو فرض دوسری نماز ہوگی کیونکہ وہ کامل طور پر ادا ہوئی، پہلی نماز فرض نہیں ہوگی اس لیے کہ وہ ناقص ادا ہوئی۔

شیخ شمس الائمہ امام سرخسی نے ذکر کیا:

اِنَّهٗ يَلْزَمُهُ الْاِعَادَةُ

اس پر نماز دوبارہ لوٹانا لازم ہے

شمس الائمہ سرخسی اس بات کے درپے نہیں ہوئے کہ فرض دوسری نماز ہے یا پہلی اور اس کی وجہ وہ قول ہے جو قابل اعتماد اور بعض سلف سے منقول ہے یعنی یہ معاملہ اللہ سبحانہ کے سپرد ہے۔

علامہ حلبی کی شرح منیہ میں علامہ سرخسی سے منقول ہے:

مَنْ تَرَكَ الْاِعْتِدَالَ يَلْزَمُهُ الْاِعْتِدَالُ اَیْ يَلْزَمُهُ اَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ بِالْاِعْتِدَالِ وَمِنْ الْمَشَايِخِ مَنْ قَالَ: تَلْزَمُهُ وَيَكُونُ الْفَرْضُ هُوَ الثَّانِي،يَعْنِيْ اِعَادَةُ الصَّلَاةِ بِالْاِعْتِدَالِ والمُخْتَارُ هُوَ الْاَوَّلُ يَعْنِيْ الصَّلَاةُ بِغَيْرِ الْاِعْتِدَالِ وَالثَّانِيْ جَبْرٌ لِلْخَلَلِ الْوَاقِعِ فِيْهِ بِتَرْكِ الْوَاجِبِ وَكَذَا كُلُّ صَلَاةٍ اُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيْمِيَّةِ يَجِبُ اِعَادَتُهَا وَالْفَرْضُ هُوَ الْاَوَّلُ اَیْ مَعَ كَرَاهَتِهَاوَالثَانِيْ جَابِرٌ،قَالَهُ اِبْنُ الهمام فِيْ شَرْحِ الْهِدَايَةِ

(ترجمہ: جو اعتدال ترک کرے اس پر اعتدال لازم ہے یعنی اس پر نماز اعتدال کے ساتھ لوٹانا لازم ہے اور بعض مشائخ نے کہا: اس پر نماز کا اعادہ لازم ہے اور فرض دوسری نماز ہو گی جسے اعتدال کے ساتھ دوبارہ ادا کیا گیا لیکن مختار یہ ہے کہ فرض پہلی ہے جو بغیر اعتدال کے ادا کی گئی اور اور دوسری نماز پہلی میں ترک واجب کے سبب پیدا ہونے والے خلل کو پُر کرنے کا باعث ہو گی اور ایسے ہی ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی اس کا اعادہ واجب ہے اور فرض پہلی نماز ہے جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی اور دوسری خلل کو پُر کرنے والی ہے، یہ امام ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں فرمایا ہے)

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے فرمایا:

وَلَا اِشْكَالَ فِي وُجُوبِ الْاِعَادَةِ إِذْ هُوَ الْحُكْمُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ اُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ وَتَكُونُ جَابِرًا لِلْاَوَّلِ لِاَنَّ الْفَرْضَ لَا يَتَكَرَّرُ، وَجَعْلُهُ الثَّانِي يَقْتَضِي عَدَمَ سُقُوطِهِ بِالْاَوَّلِ وَهُوَ لَازِمُ تَرْكِ الرُّكْنِ لَا الْوَاجِبِ، اِلَّا اَنْ يُقَالَ :الْمُرَادُ اَنَّ ذٰلِكَ امْتِنَانٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذْ يَحْتَسِبُ الْكَامِلَ وَاِنْ تَاَخَّرَ عَنِ الْفَرْضِ لَمَّا عَلِمَ سُبْحَانَهُ اَنَّهُ سَيُوقِعُ لَهُ۔ اِنْتَهٰى

(ترجمہ: اعادہ کے واجب ہونے میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا یہی حکم ہے اور یہ دوسری نماز پہلی کے نقصان کو پورا کرنے والی ہو گی اس لیے کہ فرض کا تکرار نہیں ہوتا اور دوسری نماز کو فرض بنانا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ پہلی کے ذریعے فرض ساقط نہ ہو اور اس طرح رکن کا ترک لازم آتا ہے نہ کہ واجب کا مگر یہ کہ اس وقت یہ کہا جائے گا کہ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے احسان ہے کیونکہ وہ کامل شمار کرتا ہے اگر وہ فرض سے پیچھے رہ جاتا اگرچہ کاملیت فرض سے مؤخر ہوگئی کیونکہ اللہ عزوجل جانتا ہے کہ بندہ عنقریب اسے کامل کرلے گا) (ان کا کلام ختم ہوا)

پیشواؤں کے کلام میں اعادہ کے لفظ سے ظاہر یہ ہے کہ وہ دوسری نماز میں فرض کی نیت کرے گا نہ کہ نفل کی جیسا کہ بعض علماء نے یہ بات کہی ہے کیونکہ اس وقت اس پر اعادہ صادق نہیں آئے گا اور ایسے ہی اس وقت یہ کہنا بھی متصور نہیں ہوگا کہ فرض پہلی نماز ہے، دوسری نہیں ہے، لہذا غور کرو۔

نَعَمْ اِذَا صَلّٰى مُنْفَرِدًا ثُمَّ لَحِقَ جَمَاعَةً فَيَقْتَدِي مُتَنَفِّلًا كَمَافِي مَتْنِ النُّقَايَةِ

ہاں! جب وہ اکیلا نماز پڑھ لے پھر جماعت میں شامل ہونا چاہے تو نفل کی نیت سے اقتداء کرے جیسا کہ نقایہ کے متن میں ہے۔

علامہ برجندی نے فرمایا:

قَوْلُہٗ "مُتَنَفِّلًا" اِحْتِرَازٌ عَنْ اَحَدِ قَوْلَیِ الشَّافِعِی وَھُوَ اَنَّ الْفَرْضَ اَحَدُھُمَا لَابِعَیْنِہٖ، اِنْتَھٰی

انہوں نے "مُتَنَفِّلًا" کہہ کر امام شافعی کے دو قولوں میں سے ایک سے احتراز کیا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ فرض ان دونوں میں سے ایک ہے نہ کہ بعینہ دونوں، (ان کا کلام ختم ہوا)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہمارے نزدیک فرض بلا خلاف پہلی نماز ہے اور اختلاف صرف انجام میں ہے اور اسی وجہ سے امام شافعی اس صورت میں بھی اعادہ کی نیت کرتے ہیں اور ہم نفل کی نیت کرتے ہیں کیونکہ دوبارہ نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر جبکہ واجب ہو جائے۔ واللہ سبحانہ اعلم

پھر جاننا چاہیے کہ مکروہ اوقات میں اعادۂ واجبہ جائز نہیں ہے کیونکہ فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جو شخص فجر اور عصر کی نماز اکیلے پڑھ لے پھر جب وہ امام کو پائے تو جماعت کے ساتھ نہ پڑھے۔

پھر جماعت کی تکرار ہمارے نزدیک، امام مالک کے نزدیک اور اصح قول کے مطابق امام شافعی کے نزدیک بھی مکروہ ہے برخلاف امام احمد کے۔

مصنف کے دور کا عجیب فعل:

بعض لوگ جو یوں کرتے ہیں کہ صبح کی نماز میں اولا شافعی امام کی اقتداء کرتے ہیں پھر حنفی

امام کے ساتھ اس کا اعادہ کرتے ہیں اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ شافعی کی نماز سب سے پہلے قائم کی جاتی ہے لہذا ہم اس کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں پھر اس کو لوٹا لیتے ہیں کیونکہ شافعی کے پیچھے نماز کراہت کے ساتھ ادا ہوئی تو یہ عجیب وغریب معاملہ ہے اس لیے کہ فساد کے احتمال کی موجودگی میں اور کراہت کا یقین ہونے کے باوجود نماز شروع کرنا قبیح ہے کیونکہ اس میں عمل کو بطلان یا نقصان پر پیش کرنا ہے لہذا اس سے بچنا لازم ہے جیسا کہ علماء پر مخفی نہیں ہے۔

چھ چیزیں:

پھر جاننا چاہیے کہ یہاں چھ چیزیں ہیں:

﴿۱﴾ رکوع اور سجود، ان دونوں کی رکنیت میں کوئی اختلاف اور شبہ نہیں۔

﴿۲﴾ ان دونوں میں تعدیل کرنا یعنی اعضاء کو ساکن کر دینا حتی کہ رکوع اور سجود کرنے والا ان میں پرسکون اور مطمئن ہو جائے، اور ہم ذکر کر چکے کہ اس کی ادنی مقدار ایک تسبیح کے بقدر ہے، یہ جمہور مجتہدین کے نزدیک رکن، محققین کے نزدیک واجب ہے اور بعض متاخرین کے قول کے مطابق سنت مؤکدہ ہے۔

﴿۳﴾ رکوع اور سجود سے منتقل ہونا، یہ بھی رکن ہے اگرچہ مقصود لغیرہ ہے کیونکہ ان دونوں کے بعد والے ارکان منتقل ہونے کے ذریعے ہی وجود میں آتے ہیں۔

﴿۴﴾ رکوع اور سجود سے سر اٹھانا، تاتارخانیہ میں ہے: امام ابوحنیفہ سے روایات مختلف ہیں، بعض میں ہے کہ رکوع اور سجود سے سر اٹھانا فرض ہے، رہا رکوع سے سر اٹھا کر قیام کی طرف لوٹنا اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ کرنا تو یہ فرض نہیں ہیں اور یہی امام محمد کا قول ہے۔

پھر فقہاء نے سجدہ سے اٹھنے کی مقدار میں کلام کیا ہے، اگر تو وہ اتنا اٹھا کہ سجدہ کے زیادہ قریب تھا تو زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں وہ سجدہ کرنے والا شمار ہوگا، اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب تھا تو جائز ہے کیونکہ اب وہ بیٹھنے والا شمار ہوگا لہذا سجدہ ثانیہ متحقق ہو جائے گا ،ایسے ہی ہدایہ میں ہے۔

رکوع سے سجدے کی طرف منتقل ہونا تو بالکل نہ اٹھے بغیر بھی ممکن ہے لہذا اس سے سر اٹھانے کو رکن نہیں قرار دیا جائے گا۔

''الحاوی'' میں ہے: جب نمازی رکوع کرے پھر اپنا سر اٹھائے بغیر بھول کر سجدے میں چلا جائے تو ہمارے متعدد اصحاب سے منقول ہے کہ اس پر سجدۂ سہو واجب ہے۔

﴿۵﴾ قومہ اور جلسہ

﴿٦﴾ ان دونوں میں اطمینان

علامہ زیلعی نے فرمایا: پھر جلسہ اور اس میں اطمینان، قومہ اور اس میں طمانینت امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک سنت ہے۔

قنیہ میں ہے:

وَقَدْ شَدَّدَ الْقَاضِی الصَّدْرُ فِی شَرْحِهِ فِی تَعْدِیلِ الْاَرْکَانِ جَمِیعِهَا تَشْدِیدًا بَلِیغًا فَقَالَ :وَاِکْمَالُ کُلِّ رُکْنٍ وَاجِبٌ عِنْدَ اَبِی حَنِیفَةَ وَمُحَمَّدٍ .وَعِنْدَ اَبِی یُوسُفَ وَالشَّافِعِیِّ فَرِیضَةٌ، فَیَمْکُثُ فِی الرُّکُوعِ وَالسُّجُودِ وَفِی الْقَوْمَةِ بَیْنَهُمَا حَتّٰی یَطْمَئِنَّ کُلُّ عُضْوٍ مِنْهُ، هٰذَا هُوَ

الْوَاجِبُ عِنْدَ اَبِی حَنِیفَةَ وَمُحَمَّدٍ، حَتّٰی لَوْ تَرَکَهَا اَوْ شَیْئًا مِنْهَا سَاهِیًا یَلْزَمُهُ السَّهْوُ وَلَوْ عَمْدًا یُکْرَهُ اَشَدَّ الْکَرَاهَةِ، وَیَلْزَمُهُ اَنْ یُعِیدَ الصَّلَاةَ

قاضی الصدر نے اپنی شرح میں تمام تعدیل ارکان کے متعلق بہت زیادہ سختی برتتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہر رکن کامل طریقے سے ادا کرنا امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک واجب ہے اور امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے، چنانچہ وہ رکوع، سجود اور قومہ میں اتنا ٹھہرے گا کہ اس کا ہر عضو پر سکون ہو جائے اور یہی امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک واجب ہے حتی کہ وہ ان سب کو یا ان میں سے کسی کو بھول کر ترک کردے تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر جان بوجھ کر چھوڑے تو شدید مکروہ ہے اور اس پر نماز لوٹانا لازم ہے۔

''شرح الطحاوی''میں ہے:

وَلَوْ تَرَکَ الْقَوْمَةَ جَازَتْ صَلَاتُهٗ وَلٰکِنْ تُکْرَهُ اَشَدَّ الْکَرَاهِیَّةِ

اور اگر وہ قومہ ترک کردے تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن شدید مکروہ ہوگی۔

ظہیریہ میں ہے:

وَعِنْدَ اَصْحَابِنَا یَاْثَمُ بِتَرْکِ قَوْمَةِ الرُّکُوْعِ

ہمارے اصحاب کے نزدیک وہ قومہ ترک کرنے کے سبب گناہ گار ہوگا۔

امام ابن ہمام نے صاحب ہدایہ کے اس قول ''ثُمَّ الْقَوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ سُنَّةٌ عِنْدَهُمَا '' کی شرح

میں فرمایا:

اَیْ بِاتِّفَاقٍ لِلْمَشَایِخِ بِخِلَافِ الطُّمَأْنِینَةِ عَلَی مَا سَمِعْتَ مِنْ الْخِلَافِ.وَعِنْدَ اَبِی یُوسُفَ هٰذِهِ الْفَرَائِضُ لِلْمُوَاظَبَةِ الْوَاقِعَةِ بَیَانًا وَاَنْتَ عَلِمْتَ حَالَ الطُّمَأْنِینَةِ وَیَنْبَغِی اَنْ تَکُونَ الْقَوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ وَاجِبَتَیْنِ لِلْمُوَاظَبَةِ وَلِمَا رَوَی اَصْحَابُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَةِ وَالدَّارَقُطْنِی وَالْبَیْهَقِیُّ مِنْ حَدِیثِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِیءُ صَلَاةٌ لَا یُقِیمُ الرَّجُلُ فِیهَا ظَهْرَهُ فِی الرُّکُوعِ وَالسُّجُودِ قَالَ التِّرْمِذِیُّ:حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ، وَلَعَلَّهٗ کَذَلِكَ عِنْدَهُمَا، وَیَدُلُّ عَلَیْهِ اِیْجَابُ سُجُودِ السَّهْوِ فِیهِ فِیمَا ذُکِرَ فِی فَتَاوَی قَاضِی خَانْ فِی فَصْلِ مَا یُوجِبُ السَّهْوَ، قَالَ :الْمُصَلِّی اِذَا رَکَعَ وَلَمْ یَرْفَعْ رَأْسَهُ مِنْ الرُّکُوعِ حَتَّی خَرَّ سَاجِدًا سَاهِیًا تَجُوزُ صَلَاتُهُ فِی قَوْلِ اَبِی حَنِیفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، وَعَلَیْهِ سُجُودُ السَّهْوِ، وَیُحْمَلُ قَوْلُ اَبِی یُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِنَّهَا فَرَائِضُ عَلَی الْفَرَائِضِ الْعَمَلِیَّةِ وَهِیَ الْوَاجِبَةُ فَیَرْتَفِعُ الْخِلَافُ.ثُمَّ قَالَ: وَاَنْتَ عَلِمْتَ اَنَّ مُقْتَضَی الدَّلِیلِ فِی کُلٍّ مِنْ الطُّمَأْنِینَةِ وَالْقَوْمَةِ وَالْجَلْسَةِ الْوُجُوبُ ثُمَّ قَالَ: اِعْتِقَادِی اَنَّهُ اِذَا لَمْ یَسْتَوِ صُلْبُهُ فِی الْجَلْسَةِ وَالْقَوْمَةِ فَهُوَ آثِمٌ لِمَا تَقَدَّمَ

یعنی قومہ اور جلسہ کے سنت ہونے پر مشائخ کا اتفاق ہے جبکہ اس کے برعکس

اطمینان (کے واجب ہونے) میں اختلاف ہے، امام ابو یوسف کے نزدیک یہ فرض ہیں مواظبت کی وجہ سے جو ان کے فرض ہونے کو بیان کررہی ہے اور تم اطمینان کی کیفیت جان چکے۔قومہ اور جلسہ مواظبت کی وجہ سے واجب ہونے چاہئیں اور جوب ایک وجہ وہ حدیث بھی ہے جسے اصحاب سنن اربعہ، دار قطنی اور بیہقی نے ابن مسعود سے روایت کیا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ نماز کامل نہیں ہوتی جس کے رکوع اور سجود میں آدمی اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔'' امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔شاید امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک یہ ایسے ہی (یعنی واجب) ہے اور اس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ اس میں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔فتاوی قاضی خان میں فَصْلُ مَا یُوجِبُ السَّھْوَ میں مذکور ہے: ''نماز پڑھنے والا جب رکوع کرے اور اپنا سر رکوع سے نہ اٹھائے یہاں تک کہ بھول سے سجدہ میں چلا جائے تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے قول کے مطابق اس کی نماز درست ہو جائے گی اور اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا'' اور امام ابو یوسف کے قول (اِنَّھَا فَرَائِضُ) کو فرائض عملیہ پر محمول کیا جائے گا اور وہ واجب ہیں لہذا یوں اختلاف اٹھ جائے گا، پھر (امام ابن ہمام نے) فرمایا: اور تم جان چکے ہو کہ اطمینان، قومہ اور جلسہ میں سے ہر ایک میں دلیل کا تقاضہ وجوب ہے، پھر (امام ابن ہمام نے) فرمایا: میرا اعتقاد

یہ ہے کہ جب وہ جلسہ اور قومہ میں اپنی پشت سیدھی نہ کرے تو گناہ گار ہوگا

اس حدیث کی بناء پر کہ جو پیچھے گزری۔

اس مقام میں خلاصۂ کلام:

اس مقام میں خلاصۂ کلام اور مقصد کا نچوڑ یہ ہے کہ سابقہ چھ امور کی رکنیت اور فرضیت میں امام احمد کا مذہب اور یوں ہی روایت صحیحہ کے مطابق امام مالک کا مذہب بھی امام شافعی اور امام ابو یوسف کے مذہب کی طرح ہے، رکوع اور سجود کے رکن اور فرض ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں ہے، اختلاف صرف باقی چار میں ہے، امام ابو حنیفہ اور امام محمد سے تین روایات مروی ہیں، ان میں صحیح تر یہ ہے کہ یہ چاروں واجب ہیں اور اس سے کم مرتبے کی روایت یہ ہے کہ یہ سنت ہیں اور سب سے ضعیف روایت یہ ہے کہ ان میں رکنیت کا احتمال ہے۔

اکثر لوگوں نے قومہ اور جلسہ ہی چھوڑ دیا ہے:

پھر جاننا چاہیے کہ اکثر لوگوں نے اطمینان تو در کنار قومہ اور جلسہ ہی چھوڑ دیا ہے، اب یہ شریعت منسوخہ کی طرح ہو گئے حتی کہ عام لوگ ان کے کرنے والے کو ریا کار اور دکھاوا کرنے والا کہنے لگے، اگر کوئی شخص ایسی سنت ترک کر دے جس میں اختلاف ہے جیسا کہ ہاتھ باندھنا تو فوراً اسے رافضی اور بدعتی ہونے کا طعنہ دینے لگتے ہیں حالانکہ تعدیل ترک کرنے میں آخرت کی سزا سے پہلے دنیا میں بھی کثیر آفات ہیں:

ارکانِ نماز تعدیل کے ساتھ ادا نہ کرنے کے نقصانات:

✿...... فقر پیدا ہوتا ہے کیونکہ نماز کے ارکان تعدیل (یعنی سکون) اور تعظیم کے ساتھ ادا کرنا رزق

حلال کو لانے والے قوی ترین اسباب میں سے ہے اور نماز کے ارکان تعدیل کے ساتھ ادا نہ کرنا تنگیِ رزق کے قوی اسباب میں سے ہے جیسا کہ ''تعلیم المتعلم''میں مذکور ہے۔

۞...... دیکھنے والے کے دل میں علماء اور فضلاء بالخصوص مشائخ اور ان لوگوں سے بغض پیدا ہوتا ہے جو صالحین میں سے ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور ان کی عزت اس کے دل سے ختم ہو جاتی ہے حتی کہ ان کے اقوال وافعال پر بھی اسے اعتماد باقی نہیں رہتا۔

منقول ہے کہ ابو یزید بسطامی قدس سرہ السامی نے ایک شخص کے متعلق سنا کہ وہ اولیاء ،علماء اور اصفیاء میں سے ہونے کا دعوی کرتا ہے چنانچہ آپ نے اس سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا، جب آپ نے دور سے اسے قبلہ کی جانب تھوکتے دیکھا تو جان لیا کہ یہ شخص قربت کے مراتب سے دور ہے، چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا: جب یہ (شریعت کے) اس ادب کی حفاظت نہ کرسکا تو یہ رب کا مقرب بندہ کس طرح ہوسکتا ہے؟

۞...... شہادت ساقط ہونے کے سبب وہ اپنی توہین کرتا اور دوسرے کا حق ضائع کرتا ہے کیونکہ جو قومہ اور جلسہ کو یا ان دونوں میں سے کسی میں اطمینان ترک کرنے کا عادی ہو وہ گناہ پر مصر ہوتا ہے لہذا اس بناء پر اس کی شہادت نا قابل قبول ہوتی ہے۔

۞...... لوگوں کو گناہ میں ڈالتا ہے کیونکہ ہر وہ شخص جو برائی دیکھے اور اسے اس کو روکنے کی قدرت بھی ہو تو اس پر برائی روکنا لازم ہو جاتا ہے تو (دیکھنے والا) جب اسے برائی سے نہیں روکتا تو یہ اُس کے گناہ میں پڑنے کا سبب بن جاتا ہے۔

۞......ہر دن رات میں کئی مرتبہ لوگوں کے سامنے گناہ کا اظہار کرتا ہے اور یہ مغفرت سے دوری کا سبب ہے کیونکہ ارکان نماز میں تعدیل ترک کرنا گناہ ہے پھر اس کا اظہار دوسرا گناہ ہے برخلاف پوشیدہ گناہ کے، کیونکہ پوشیدہ گناہ مغفرت کے زیادہ لائق ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے کہ ''بے شک اللہ عزوجل اپنے کسی بندے کے سامنے اس کے گناہ رکھے گا اور ارشاد فرمائے گا: جس طرح میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں پر پردہ رکھا تھا ایسے ہی آج بھی پردہ پوشی کروں گا۔''

اور اسی کی طرف اللہ عزوجل کے اس فرمان میں اشارہ ہے: وَمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَتِرُوۡنَ اَنۡ یَّشۡہَدَ عَلَیۡکُمۡ سَمۡعُکُمۡ وَلَاۤ اَبۡصٰرُکُمۡ وَ لَا جُلُوۡدُکُمۡ وَلٰکِنۡ ظَنَنۡتُمۡ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعۡلَمُ کَثِیۡرًا مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝ (پ:۲۴، حم السجدہ:۲۲) (ترجمۂ کنزالایمان: اور تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا)

۞......اعادہ واجب یا پھر فرض ہو جائے گا جیسا کہ پیچھے اختلاف گزر چکا تو جب وہ نماز نہیں لوٹائے گا تو گناہ متعدد ہو جائیں گے اور مصیبت کی کثرت ہو جائے گی اور اسی کی طرف اللہ عزوجل کے اس فرمان میں اشارہ ہے: کَلَّا بَلۡ رَانَ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ۝ (پ:۳۰، المطففین:۱۴) (ترجمۂ کنزالایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے)

پھر جاننا چاہیے کہ جو شخص نوافل پڑھے اور ان میں تعدیل ارکان ترک کرے تو وہ گناہ گار اور آخرت میں سزا کا حق دار ہوگا اور دنیا میں اس پر ان کی قضاء لازم ہوگی، اگر وہ ان کی قضاء نہیں کرے گا تو یہ پہلے گناہ کی طرح ایک دوسرا گناہ ہوگا، اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ تعدیل ارکان سنت

مؤکدہ ہے تو اس صورت میں وہ عتاب کا مستحق ہوگا اور شفاعت اور ثواب سے محرومی ہوگی، اگر وہ نوافل نہ پڑھتا تو اسے ان تمام چیزوں سے بچ جاتا، اس کے لیے ان کو ادا نہ کرنا، ادا کرنے سے بہتر تھا اور ان کو ادا کرنے کی صورت میں اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو سب سے زیادہ ناقص عمل کرنے کے باوجود اس خیال میں ہوتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں، چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: وَ بَدَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمۡ يَكُوۡنُوۡا يَحۡتَسِبُوۡنَ O (پ:۲۴، الزمر:۴۷) (ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی) (کہ وہ گمان کرتے ہوں گے کہ ان کے پاس نیکیاں ہیں اور جب نامۂ اعمال کھلیں گے تو بدیاں ظاہر ہوں گی۔ تفسیر خزائن العرفان)

۞...... لوگ اس کی پیروی کر کے نقصان اٹھاتے ہیں یہ گمان کر کے کہ اسے حکمِ مسئلہ معلوم ہے اگر تعدیل ارکان کا ترک ناجائز ہوتا تو اس جیسا شخص کبھی اس پر اصرار نہ کرتا تو وہ خود گمراہ ہوتا ہے اور دسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے حالانکہ اسے چاہیے تھا کہ خود بھی کامل ہوتا اور دوسروں کو بھی کامل بناتا۔

حضرت سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اس پر اس طریقہ کو رائج کرنے اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

۞...... جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے اور اطمینان اور وقار رحمٰن کی طرف سے ہے، یہاں یہ بات یوں ہے کہ جلد بازی کے سبب اس کا افعال میں امام سے آگے بڑھنا لازم آتا ہے اور یہ بالاجماع حرام ہے بلکہ سلف میں سے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اور خلف میں امام زفر کے نزدیک یہ عمل نماز کو باطل کرنے والا ہے لہذا نماز کو ضائع ہونے سے بہت زیادہ

بچاؤ۔

❁...... جلد بازی کے سبب اذکارمشروعہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کے دوران ادا ہوں گے اور یہ مکروہ ہے جیسا کہ تاتارخانیہ میں اس کی صراحت ہے بلکہ منیہ میں ہے کہ اس میں دو کراہتیں ہیں: ایک تو اذکارمشروعہ کو ان کی جگہ سے ہٹانا اور دوسرا انہیں غیرمحل میں ادا کرنا۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ مثال کے طور پر جب اس نے قومہ یا اس میں اطمینان ترک کیا تو تسمیع (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ) یا تحمید (رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد) یا دونوں ہی (قومہ سے) جھکنے کی حالت میں ہوں گے بلکہ کبھی (قومہ سے سجدے میں جاتے وقت کی) تکبیر بھی سجدہ میں جانے کے بعد ہوتی ہے حالانکہ سنت یہ ہے کہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ رکوع سے سر اٹھاتے وقت کہا جائے اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد اس وقت کہا جائے جب وہ اطمینان سے کھڑا ہو جائے اور تکبیر (قومہ سے) جھکتے وقت ہو۔

❁...... یہ اذکار میں غلطی کا باعث ہے اور یہ بغیر کسی اختلاف کے حرام ہے جیسا کہ بزازیہ میں اس کی صراحت ہے۔

اس کا بیان یہ ہے کہ بغیر ٹھہرے جلدی جلدی پڑھنا حرکت کے ترک کرنے یا سکون پر حرکت پڑھنے کا سبب بن جاتا ہے بلکہ انتہائی جلد بازی کی وجہ سے بعض اوقات حرف کے چھوٹنے کا باعث بن جاتا ہے، اس کی وجہ سے اگر معنی تبدیل ہوا تو نماز باطل ہو جائے گی ورنہ مکروہ ہوگی اور یہ گمراہ کن فعل ہے۔

روزانہ کی نمازوں میں تین سو پچانوے گناہ:

جب تم نے گزشتہ باتوں کو جان لیا تو یہ بات بھی مختصراً جان لو اور اس پر تفصیل کو قیاس کرلو، جب تم دن رات میں فرض نمازوں، واجب اور سنن مؤکدہ پر اکتفاء کرو گے تو تمہاری رکعتوں کی تعداد بتیس ہوگی اور ہر رکعت میں قومہ اور جلسہ بھی ہوگا تو اگر تم نے ان دونوں میں سے ہر ایک میں اطمینان ترک کیا تو یہ چونسٹھ گناہ ہوجائیں گے اور اگر خود ان دونوں کو بھی ترک کردیا تو اس طرح ایک سو اٹھائیس گناہ ہوجائیں گے اور جب اس کے ساتھ اظہار معصیت کا گناہ بھی شامل کیا جائے تو یوں دو سو چھپن گناہ ہوجائیں گے اور اگر ہر رکعت میں امام سے قبل پہلے سجدے میں جانے اور پہلے سے دوسرے سجدے میں جانے کو منسلک کیا جائے نیز اس معاملے میں اظہار معصیت کو بھی ملا لیا جائے تو یہ مجموعی طور پر تین سو چوراسی گناہ ہوجائیں گے اور اگر اس میں واجبات کا اعادہ نہ کرنے کو ملحق کیا جائے تو یہ مجموعی اعتبار سے تین سو پچانوے گناہ ہوجائیں گے۔

ہر رکعت میں چار مکروہات:

جب وہ قومہ ترک کرے گا تو ہر رکعت میں چار مکروہات ہوں گے (۱) تسمیع (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہ) کو اس کے محل سے ہٹانا حالانکہ اس کا محل قومہ کے لیے سر اٹھاتے وقت ہے اور (۲) اسے غیر محل میں یعنی سجدہ کی طرف جاتے ہوئے کہنا (۳) تحمید (رَبَّنَا لَکَ الۡحَمۡد) کو اس کے محل سے ہٹانا جبکہ اس کا محل قومہ میں اطمینان سے کھڑے ہوجانے کے وقت ہے اور (۴) اسے غیر محل میں یعنی سجدہ کی طرف جاتے ہوئے کہنا۔

عقلمند پر لازم چند امور:

جب وہ نوافل مثلاً تہجد اور چاشت وغیرہ کی نماز میں مشغول ہوگا تو ادھر گناہ اور مکروہات

میں مزید اضافہ ہو جائے گا، اگر ہم بر سبیلِ تنزل مثال کے طور پر قومہ، جلسہ اور اطمینان کے سنت ہونے کا قول کریں تو وہ تارک سنت ہوگا اور ہر دن رات میں سنت مؤکدہ پڑھنے کی صورت میں بھی یہی معاملہ ہوگا۔ لہذا عقلمند پر لازم ہے کہ علم وعمل میں کمال حاصل کرکے اپنی بقیہ عمر کے احوال درست کرے اور اپنے ایام زندگی کے زیادہ سے زیادہ اوقات فرائض وواجبات، سنن مؤکدہ اور اپنی نمازوں کی قضاء میں صرف کرے تاکہ مرتے وقت گناہوں کا بوجھ اس کے سر پر نہ ہو، نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ وَنَسْتَعِیْنُ بِہٖ عَلَی الْمَھَالِکِ (ہم اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں اور تمام باعث ہلاکت چیزوں کے خلاف اللہ عزوجل سے مدد چاہتے ہیں)

فصل

پیروی کے وجوب کی معرفت اہم مسائل اور کامل فضائل میں سے ہے۔

کتاب اللہ سے پیروی کا وجوب:

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (پ:۳، آل عمران:۱۳)(ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ)

احادیث شریفہ سے پیروی کا وجوب:

امام کیوں بنایا جاتا ہے؟

❁...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام صرف اس لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے لہذا اس کی مخالفت مت کرو، جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو، جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو، جب وہ سجدہ کرے تو

سجدہ کرو۔(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اقامة الصف من تمام الصلاة، ۱/۱٤۵،برقم۷۲۲،دار طوق النجاة)

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: امام محض اس لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور اس سے پہلے تکبیر نہ کہا کرو، جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور اس سے پہلے رکوع نہ کیا کرو، جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے تو تم رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہو، اور ایک روایت میں وَلَکَ الْحَمْد ہے، جب وہ سجدہ کرے تو سجدہ کرو اور اس سے پہلے سجدہ نہ کیا کرو۔(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الامام یصلی من قعود، ۱/۱٦٤،برقم٦۰۳،المکتبة العصریة)

امام پر سبقت نہ کرو:

۞...... حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم رکوع، سجود، قیام اور انصراف میں مجھ پر سبقت نہ کیا کرو۔(صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب النھی عن سبق الامام الخ، ۱/۳۲۰،برقم٤۲٦،دار احیاء التراث العربی)

امام نووی فرماتے ہیں: اس حدیث میں ان کی اور ان جیسے دیگر امور کی حرمت ہے اور انصراف سے مراد نماز سے سلام پھیرنا ہے۔

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھاتے ہوئے فرمایا کرتے: امام پر سبقت نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو، جب وہ وَلَا الضَّآلِّیْن کہے تو آمین کہو

، جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو، جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہ کہے تو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الۡحَمۡد کہو۔ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ''اور اس سے پہلے نہ اٹھو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب النھی عن مبادرۃ الامام الخ ،۱/۳۱۰،برقم۴۱۵،دار احیاء التراث العربی)

امام نووی فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ تکبیر، قیام،قعود، رکوع اور سجود میں مقتدی کا اپنے امام کی پیروی کرنا واجب ہے نیز ان افعال کو امام کے بعد کرنا واجب ہے تا کہ اس کی نماز کامل طریقے پر ادا ہو۔

پیشانی شیطان کے ہاتھ میں:

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا اور جھکاتا ہے،اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔(مؤطا امام مالك، کتاب الصلاۃ، باب مایفعل من رفع راسه قبل الامام،۱/۹۲،برقم۵۷،دار احیاء التراث العربی)

گدھے جیسی صورت:

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی امام سے پہلے رکوع یا سجود سے سر اٹھاتے وقت اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اللہ عزوجل اس کا سر گدھے کی طرح یا اس کی صورت گدھے جیسی بنا دے۔(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اثم من رفع راسه قبل الامام،۱/۱۴۰،برقم۶۹۱،دار طوق النجاۃ)

شرح حدیث:

شیخ اکمل الدین نے شرح المشارق میں فرمایا: علتِ ''مخالفت'' کے مشترک ہونے کی وجہ

سے امام سے پہلے رکوع اور سجود کے لیے جھکنے کو بھی اس (یعنی امام سے پہلے سر اٹھانے) پر قیاس کیا جائے گا۔

امام نووی فرماتے ہیں: ان میں سے ہر ایک میں اس عمل کی سخت حرمت کا بیان ہے۔

علامہ کرمانی فرماتے ہیں: یہ سخت وعید ہے کیونکہ چہرے کا بگڑنا ایک ایسی سزا ہے جو دیگر سزاؤں کی طرح نہیں ہے اور یہ مثال اس لیے دی گئی تا کہ اس فعل سے بچا جائے اور بہت زیادہ احتیاط کی جائے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس فعل کے کرنے والے کی نماز کو نماز ہی خیال نہیں کرتے تھے۔

بہر حال اس فعل کے شدید مکروہ اور (حدیث میں) اس کے متعلق سختی آنے کے باوجود اکثر علماء اس کے کرنے والے پر اعادہ خیال نہیں کرتے اور فرماتے ہیں: اس پر لازم ہے کہ رکوع یا سجدہ کی طرف دوبارہ لوٹ جائے یہاں تک کہ امام سر اٹھا لے۔

کتے کے سر کی طرح سر:

❁ ...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ کیا تم میں سے کوئی اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتے وقت اس بات سے بے خوف ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل اس کا سر کتے کے سر سے تبدیل کر دے۔(المعجم الاوسط، باب العین، من اسمه العباس ۲۹۳/۴، برقم ۴۲۳۹، دار الحرمین)

❁ ...... حضرت سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے، جب آپ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی پشت اس وقت تک نہیں

جھکا تا تھا جب تک کہ نبی کریم ﷺ اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ لیتے ۔(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب السجود علی سبعة اعظم،۱/۱٦۲ ،برقم ۸۱۱،دار طوق النجاۃ)

۞...... حضرت سیدنا عَمرو بن حُرَیث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھی، میں نے آپ کو یہ قراءت کرتے ہوئے سنا: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ O الْجَوَارِ الْكُنَّس O (پ:۳۰،التکویر:۱۵،۱۶)(ترجمۂ کنزالایمان: تو قسم ہے ان کی جو الٹے پھریں، سیدھے چلیں تھم رہیں) ہم میں سے کوئی شخص اس وقت تک اپنی پشت نہیں جھکا تا تھا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ مکمل طور پر سجدہ میں نہ چلے جاتے ۔(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب متابعة الامام والعمل بعده، ۱/ ۳٤٦ ، برقم ٤۷۵ ،دار احیاء التراث العربی)

اقوال فقہاء سے پیروی کا وجوب:

تا تارخانیہ میں ہے:

لَوْ رَفَعَ الْمُقْتَدِیْ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ قَبْلَ الْاِمَامِ یَجِبُ عَلَیْہِ اَنْ یَعُوْدَ یَعْنِیْ یَرْکَعُ وَیَسْجُدُ

اگر مقتدی رکوع یا سجدہ میں امام سے پہلے سر اٹھائے تو اس پر واجب ہے کہ لوٹ جائے یعنی رکوع یا سجدہ میں چلا جائے۔

دوسرے مقام پر ہے:

اِذَا سَجَدَ قَبْلَ الْاِمَامِ وَاَدْرَکَہُ الْاِمَامُ فِیْھَا جَازَعِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ وَلٰکِنْ یُکْرَہُ لِلْمُقْتَدِیْ اَنْ یَفْعَلَ ذٰلِكَ وَقَالَ زُفَرُ:لَایَجُوْزُ

جب مقتدی امام سے پہلے سجدے میں چلا جائے پھر امام اس کو سجدے میں پالے تو یہ ہمارے تینوں علماء کے نزدیک جائز ہے لیکن مقتدی کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے۔امام زفر نے کہا ہے کہ یہ نا جائز ہے۔

الکافی میں ہے:

رَكَعَ الْمُقْتَدِیْ فَلَحِقَهٗ اِمَامُهٗ صَحَّ وَكُرِهَ

مقتدی رکوع میں چلا گیا پھر امام بھی رکوع میں اس سے جا ملا تو یہ درست ہے لیکن مکروہ ہے۔

اور پیچھے تم جان چکے ہو کہ مکروہ نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔

صاحب ہدایہ نے فرمایا:

وَتُعَادُ عَلٰى وَجْهٍ غَيْرِ مَكْرُوْهٍ وَهٰذَا الْحُكْمُ فِیْ كُلِّ صَلَاةٍ اُدِّيَتْ مَعَ الْكَرَاهَةِ

اور نماز غیر مکروہ طریقے پر دوبارہ ادا کی جائے گی اور یہی حکم ہر اس نماز کا ہے جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی۔

علامہ ابن ہمام نے فرمایا:

صَرَّحَ بِلَفْظِ الْوُجُوبِ الشَّيْخُ قِوَامُ الدِّينِ الْكَاكِیُّ فِی شَرْحِ الْمَنَارِ، وَلَفْظُ الْخَبَرِ الْمَذْكُورِ :اَعْنِی قَوْلَهٗ"وَتُعَادُ" يُفِيدُهٗ اَيْضًا عَلَى مَا عُرِفَ

شیخ قوام الدین کاکی نے شرح المنار میں وجوب کے لفظ کی صراحت کی ہے اور خبر مذکور کا لفظ "وَتُعَادُ" بھی اس (یعنی اعادہ کے وجوب) کا فائدہ دیتا ہے۔

الکشف میں ہے:

اِعَادَۃُ الطَّوَافِ بِالْجَنَابَۃِ وَاجِبَۃٌ کَوُجُوْبِ اِعَادَۃِ الصَّلَاۃِ الَّتِیْ اُدِّیَتْ مَعَ الْکَرَاھَۃِ عَلٰی وَجْہٍ غَیْرِ مَکْرُوْہٍ

جنایت کے سبب طواف کا اعادہ واجب ہے جیسے کہ کراہت کے ساتھ ادا کی گئی نماز غیر مکروہ طریقے پر دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

فصل

ایک ضروری امر یہ ہے کہ حالت رکوع میں امام کی اقتداء کی معرفت حاصل کی جائے، چنانچہ اگر مقتدی نے اس وقت تکبیر تحریمہ کہی جب امام رکوع میں جا چکا تھا پھر مقتدی نے اس کے بعد رکوع کیا اور رکوع میں اس سے جا ملا تو اس کی اقتداء درست ہے اور یہ رکعت شمار ہوگی۔

عوام کا جلد بازی میں نماز کا ضیاع:

اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ کہی اور اس کے رکوع میں جانے سے پہلے ہی امام نے سر اٹھا لیا تو اقتداء درست ہے مگر رکعت شمار نہیں ہوگی اور یہ بھی اس وقت ہے جب مقتدی نے کھڑے کھڑے تکبیر کہی، اگر جھکتے ہوئے تکبیر کہی جیسا کہ عوام اور جاہل لوگ جلد بازی میں ایسا کرتے ہیں ایسی صورت میں اس کی نماز منعقد نہیں ہوگی کیونکہ قیام پر قدرت رکھنے والے شخص کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے وقت قیام شرط ہے، اور ایسے افراد کی نماز کیسے شروع ہو سکتی ہے جو حالت رکوع میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں اور اس وقت تو کبھی بھی نماز شمار نہیں ہوگی، ہاں! اگر اس نے تکبیر تحریمہ کھڑے ہونے کی حالت میں کہی پھر رکوع کی تکبیر رکوع میں جا کر کہی یا اسے ترک کر دیا تو اس کی نماز کراہت کے ساتھ

درست ہو جائے گی ،نقول ان مسائل میں مشہور اور مذہب کی کتب میں مسطور (یعنی لکھی ہوئی) ہیں، ہمارا مقصد صرف غافلین کو تنبیہ کرنا تھا اگر چہ وہ اپنے زعم میں علمائے عاملین اور مشائخ کاملین میں سے ہوں۔

فصل

نماز باطل اور زندگی ضائع ہوگئی:

ایک ضروری امر یہ ہے کہ آدابِ سجدہ کی معرفت حاصل کی جائے ، چنانچہ سجدے کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ پیشانی رکھتے وقت زمین کی سختی پائی جائے ، اگر اس نے زمین اور اس کے درمیان حائل چیز پر سجدہ کیا اور زمین کی سختی نہ پانے کے سبب اطمینان سے سجدہ نہیں کیا تو بالاتفاق اس کی نماز درست نہیں ہوگی اور ایسا اکثر ہوتا ہے بالخصوص نماز میں جلدی کرنے والے شخص سے ، وہ مصلے پر دبیز رومال رکھتا ہے اور بغیر زور دیے اس پر سر رکھتا ہے اور یوں وہ حرج عظیم اور زبردست گناہ میں جا پڑتا ہے کیونکہ اس کی نماز باطل اور زندگی ضائع ہوگئی۔

بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے:

اگر اس نے اپنے عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا یا اپنی آستین یا دامن کے کنارے پر سجدہ کیا تو اگر چہ وہ زمین کی سختی پا بھی لے پھر بھی اس کی نماز مکروہ ہوگی اور اس کا اعادہ واجب ہو گا اور اس کی وجہ پیچھے گزر چکی اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک تو اس کی نماز ہی درست نہیں ہوگی لہذا بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنی ناک اور پیشانی زمین پر جما لیتے اور

اپنے ہاتھ پہلوؤں سے جدا رکھتے اور اپنی ہتھیلیاں کندھوں کی سیدھ میں رکھتے۔(سنن الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما جآء فی السجود علی الجبھۃ والانف،۲/۵۹،برقم ۲۷۰،شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفٰی البابی الحلبی)

فصل

ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ امام کی پیروی کی معرفت حاصل کی جائے حتی کہ کلام کے ضمن میں پیچھے گزرنے والی حدیث کے مطابق تو سلام میں بھی اس کی پیروی کرنی چاہیے۔

پھر اس میں اچھی تفصیل اور عمدہ قید ہے جسے امام ابن ہمام نے ذکر کیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلَا يَقُومُ الْمَسْبُوقُ قَبْلَ السَّلَامِ بَعْدَ قَدْرِ التَّشَهُّدِ اِلَّا فِي مَوَاضِعَ:اِذَا خَافَ وَهُوَ مَاسِحٌ تَمَامَ الْمُدَّةِ لَوْ اِنْتَظَرَ سَلَامَ الْإِمَامِ،اَوْخَافَ الْمَسْبُوقُ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ وَالْفَجْرِ اَوِ الْمَعْذُورُ خُرُوجَ الْوَقْتِ،اَوْخَافَ اَنْ يَبْتَدِرَهُ الْحَدَثُ اَوْ اَنْ تَمُرَّ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ،وَلَوْ قَامَ فِي غَيْرِهَا بَعْدَ قَدْرِ التَّشَهُّدِ صَحَّ، وَيُكْرَهُ تَحْرِيمًا لِاَنَّ الْمُتَابَعَةَ وَاجِبَةٌ بِالنَّصِّ، قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ" وَهَذِهِ مُخَالَفَةٌ لَهُ، اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاَحَادِيثِ الْمُفِيدَةِ لِلْوُجُوبِ لَوْ قَامَ قَبْلَهُ.قَالَ فِي النَّوَازِلِ:اِنْ قَرَاَ بَعْدَ فَرَاغِ الْإِمَامِ مِنَ التَّشَهُّدِ مَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ جَازَ وَاِلَّا فَلَا، هٰذَا فِي الْمَسْبُوقِ

بِرَکْعَةٍ اَوْرَکْعَتَیْنِ،فَاِنْ کَانَ بِثَلَاثٍ، فَاِنْ وُجِدَ مِنْہُ قِیَامٌ بَعْدَ تَشَھُّدِالْاِمَامِ جَازَ وَاِنْ لَمْ یَقْرَأْ سَیَقْرَأُ فِی الْبَاقِیَتَیْنِ وَالْقِرَاءَۃُ فَرْضٌ فِی رَکْعَتَیْنِ، وَلَوْ قَامَ حَیْثُ یَصِحُّ وَفَرَغَ قَبْلَ سَلَامِ الْاِمَامِ وَتَابَعَہٗ فِی السَّلَامِ قِیلَ تَفْسُدُ، وَالْفَتْوٰی عَلٰی اَنْ لَا تَفْسُدَ وَاِنْ کَانَ اقْتِدَاؤُہٗ بَعْدَ الْمُفَارَقَۃِ مُفْسِدًا لِاَنَّ ھٰذَا مُفْسِدٌ بَعْدَ الْفَرَاغِ فَھُوَ کَتَعَمُّدِ الْحَدَثِ فِی ھٰذِہِ الْحَالَۃِ۔

(ترجمہ:مسبوق تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعدامام کے سلام سے پہلے کھڑا نہیں ہوسکتا مگر چند جگہوں میں: ☆جب مسبوق نے مسح کیا ہوا ہو کہ اگر وہ امام کے سلام کا انتظار کرے گا تو مسح کی مدت گزر جانے کا خوف ہے یا ☆اسے جمعہ،عیدین اور فجر میں وقت نکلنے کا خوف ہو یا ☆وہ معذور ہو اور اسے وقت نکلنے کا خوف ہو یا ☆اسے حدث کے جلد لاحق ہونے یا اسے لوگوں کے اپنے آگے سے گزرنے کا خوف ہو۔اگر وہ تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد ان صورتوں کے علاوہ کھڑا ہوا تو اس کی نماز درست ہو جائے گی لیکن مکروہ تحریمی ہوگی کیونکہ نص کے وارد ہونے کی وجہ سے امام کی پیروی واجب ہے، چنانچہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:''امام صرف اس لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے لہذا اس کی مخالفت مت کرو۔''اگر وہ امام سے پہلے کھڑا ہوتا ہے تو یہ اس حدیث کے علاوہ ان احادیث کی بھی

مخالفت ہوگی جو(امام کی پیروی کے)وجوب کا فائدہ دیتی ہیں۔

نوازل میں ہے:اگر وہ امام کے تشہد سے فارغ ہونے کے بعد اتنی قراءت کرے جس کے ساتھ نماز جائز ہوجاتی ہےتو جائز ہے وگرنہ نہیں۔

یہ بات اس مسبوق کے متعلق ہے جس کی ایک یا دو رکعتیں نکل گئیں ہوں،اگر اس کی تین نکل گئی ہوں تو اگر اس کی طرف سے قیام امام کے تشہد کے بعد پایا جائے تو جائز ہے اگر چہ وہ قراءت نہ کرے کیونکہ وہ عنقریب باقی دو میں قراءت کرے گا اور قراءت دو رکعتوں میں فرض ہے۔اگر وہ کھڑا ہوجائے جبکہ اس کا کھڑا ہونا درست بھی ہو اور امام کے سلام سے پہلے ہی اپنی بقیہ نماز سے فارغ ہوجائے اور سلام میں اس کی پیروی کرے تو ایک قول کے مطابق اس کی نماز فاسد ہوجائے گی لیکن فتوی اس پر ہے کہ اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی اگر چہ مفارقت کے بعد مسبوق کا امام کی اقتداء کرنا مفسد نماز ہے کیونکہ یہ فساد مسبوق کی نماز کے مکمل ہوجانے کے بعد لاحق ہوا ہے پس یہ ایسے ہی ہے جیسے خروج بصنعہ سے قبل مقتدی قصدا وضو توڑ دے۔

فصل

ایک اہم بات یہ ہے کہ صرف یہ ہی سلسلہ نہ ہو کہ اپنی عبادات کی اصلاح کر کے اپنا ظاہر اچھا کرتا رہے جبکہ ریا کاری کرتے ہوئے اپنا باطن برار رکھے بلکہ اپنی نیت کی درستی اور دل کی آراستگی کے ذریعے اپنے اعمال خالص کرے جیسا کہ ہم نے اسے علیحدہ سے ایک رسالہ میں بیان کردیا ہے۔

اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے:فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صٰلِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۝(پ:١٦،الکہف:١١٠)(ترجمۂ کنزالایمان:تو جسے اپنے رب سے ملنے کی

امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے)

آیت کی تفسیر:

قاضی بیضاوی نے فرمایا: رب کی بندگی میں شرک کی صورت یہ ہے کہ وہ اس میں ریا کاری کرے یا اس کے ذریعے اجرت طلب کرے۔

زمخشری نے کہا: عبادت میں شریک نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اپنے عمل کے ذریعے ریا نہ کرے بلکہ اس کے ذریعے خالصتا صرف اپنے رب کی رضا چاہے اور اس میں کسی دوسرے کو نہ ملائے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْن O الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ O الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ O (پ:۳۰، الماعون:۴،۵،۶) (ترجمۂ کنزالایمان: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں)

یہ زیادہ اچھی ہے یا پہلی؟

مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اعرابی کو غلط طریقے سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس پر درّہ اٹھالیا پھر اسے نماز کی کیفیت سکھائی اور اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا: یہ زیادہ اچھی ہے یا پہلی والی، اس نے کہا: پہلی زیادہ اچھی تھی کیونکہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے تھی اور یہ درّہ کے خوف سے تھی تو آپ مسکرا دیے اور اس پر متعجب ہوئے۔

باطل عمل کا کوئی ثواب نہیں ہوتا:

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا وَ زِیۡنَتَہَا نُوَفِّ اِلَیۡہِمۡ اَعۡمٰلَہُمۡ فِیۡہَا وَ ہُمۡ فِیۡہَا لَا یُبۡخَسُوۡنَ O اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَیۡسَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِیۡہَا وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ O (پ:۱۲، ھود:۱۶) (ترجمۂ کنزالایمان: جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں یہ ہیں وہ جن کے لئے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے جو ان کے عمل تھے)

صاحب کشاف نے کہا: ان کے لیے کوئی ثواب نہیں ہو گا کیونکہ انہوں نے اس کے ذریعے ثواب آخرت کا ارادہ نہیں کیا بلکہ دنیا کا ارادہ کیا اور جس کا انہوں نے ارادہ کیا وہ انہیں مکمل طور پر مل چکا (وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ترجمہ: اور نابود ہوئے جو ان کے عمل تھے) یعنی ان کے عمل فی نفسہ باطل تھے کیونکہ انہوں نے درست نیت سے عمل نہیں کیا اور باطل عمل کا کوئی ثواب نہیں ہوتا۔

حسرت کی آگ:

امام رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا: جاننا چاہیے کہ عقل اس پر قطعی طور پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو دنیا میں تعریف کی طلب میں اور ریا کی خاطر اعمال صالحہ کرے تو یہ اس وجہ سے ہے کہ اس کے دل پر دنیا کی محبت غالب آچکی ہے اور اس کے دل میں آخرت کی محبت نہیں ہے کیونکہ اگر وہ آخرت کی حقیقت جانتا اور جو اس میں سعادتیں ہیں انہیں پہچانتا تو نیکیاں دنیا کے لیے نہ کرتا تو ثابت ہوا کہ دنیا کے سبب نیک اعمال کرنے والا لازمی طور پر دنیا کی بہت زیادہ چاہت میں مبتلا ہے اور آخرت کی طلب سے خالی ہے ایسا شخص جب مرتا ہے تو دنیا کے تمام منافع اس سے جدا ہو جاتے ہیں اور وہ انہیں پانے سے لاچار و بے بس رہ جاتا ہے اور انہیں حاصل کرنا اس کے لیے ممکن نہیں

رہتا اور جو شخص کسی چیز سے محبت کرتا ہے پھر اس کے اور مطلوب کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل ہو جائے تو لازمی طور پر اس کے دل میں حسرت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے تو اس عقلی دلیل سے ثابت ہوا کہ بلاشبہ احوال دنیویہ کی طلب میں نیک عمل کرنے والا اس عمل کے لائق دنیوی منفعت پا لیتا ہے پھر جب اس کا انتقال ہوتا ہے تو اس عمل کی وجہ سے اسے صرف آگ ہی حاصل ہوتی ہے اور دار آخرت میں اس کا یہ عمل ضائع، باطل اور بے اثر ہو جاتا ہے۔ (امام رازی کا کلام ختم ہوا)

اس کی وضاحت اللہ عزوجل کے درج ذیل فرامین سے ہوتی ہے:

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَۃِ نَزِدۡ لَہٗ فِیۡ حَرۡثِہٖ وَ مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡیَا نُؤۡتِہٖ مِنۡہَا وَمَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ نَّصِیۡبٍ O (پ:۲۵، الشوری:۲۰) (ترجمۂ کنزالایمان: جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصّہ نہیں)

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡعَاجِلَۃَ عَجَّلۡنَا لَہٗ فِیۡہَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِیۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَہٗ جَہَنَّمَ یَصۡلٰىہَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا O وَمَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَہَا سَعۡیَہَا وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعۡیُہُمۡ مَّشۡکُوۡرًا O (پ:۱۵، بنی اسرائیل:۱۸، ۱۹) (ترجمۂ کنزالایمان: جو یہ جلدی والی چاہے ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو چاہیں جسے چاہیں پھر اس کے لئے جہنّم کردیں کہ اس میں جائے مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی)

آیت کی تفسیر میں اقوالِ علماء:

قاضی بیضاوی نے فرمایا: ﴿وَسَعٰی لَہَا (اور اس کی سی (یعنی اس کے لیے) کوشش کرے)﴾

میں لام اس بات کا فائدہ دے رہا ہے کہ (کوشش کرنے میں) نیت اور اخلاص کا اعتبار ہے۔

زمخشری نے کہا: آخرت کے لیے کوشش کا قبول ہونا تین شرائط پر معلق ہے (۱) بندے کی لگن اور ارادہ آخرت ہی ہو اور وہ دھوکہ کے گھر (یعنی دنیا) سے کنارہ کشی اختیار کرے (۲) جن کاموں کو کرنے کا حکم ہے ان کی انجام دہی اور جن سے منع کیا گیا ہے ان سے بچنے کی کوشش کرے (۳) سچا اور پختہ ایمان

حضرت سیدنا ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ جو غیر اللہ کے لیے عمل کرے تو اس کے لیے آخرت میں کوئی ثواب نہیں اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو اللہ عزوجل کی رضا کے لیے عمل کرے تو اس کا عمل مقبول ہے اور اسی کی کوشش ٹھکانے لگی۔

''صرف خالص عمل کرو'' کے 13 حروف کی نسبت سے ریاکاری سے متعلق 13 احادیث مبارکہ

پھر احادیث اس باب میں کثیر اور مشہور ہیں، چنانچہ

صرف خالص عمل مقبول ہوتا ہے:

۞...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں اچھا بدلہ دینے والا ہوں لہذا جو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے گا وہ میرے شریک کے لیے ہی ہوگا، اے لوگو! اپنے عمل میں اللہ عزوجل کے لیے اخلاص پیدا کرو کیونکہ اللہ عزوجل وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو خالص اس کے لیے کیے جاتے ہیں، یہ مت کہو کہ یہ اللہ عزوجل اور رشتہ داری کی وجہ سے کر رہا ہوں کیونکہ وہ کام پھر رشتہ داری

ہی کے لیے ہوگا اور اللہ عزوجل کے لیے اس میں سے کچھ نہیں ہوگا اور یہ مت کہو کہ یہ عمل اللہ کے لیے ہے اور تمہارے لیے ہے کیونکہ پھر وہ تمہارے لیے ہوگا، اللہ عزوجل کے لیے اس میں سے کچھ نہیں ہوگا (شعب الایمان، ۹/۱۵۹، برقم ۶۴۱۷، مکتبة الرشد للنشر والتوزیع)

اجراور شہرت کی طلب میں جہاد:

۞...... حضرت سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو ثواب اور شہرت دونوں کی طلب میں جہاد کرے، اسے کیا ملے گا؟ ارشاد فرمایا: اس کے لیے کچھ نہیں ہے، اس شخص نے یہی سوال تین مرتبہ دہرایا، رسول اللہ ﷺ نے ہر بار یہی جواب دیا، پھر ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے ہو۔ (سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب من غزا يلتمس الاجر والذكر، ۲۵/۶، برقم ۳۱۴۰، مكتب المطبوعات الاسلاميه)

دنیا و مافیہا ملعون ہے:

۞...... حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اس عمل کے جس کے ذریعے اللہ عزوجل کی رضا چاہی جائے۔ (مجمع الزوائد، كتاب الزهد، باب ماجآء في الرياء، ۲۲۲/۱۰، برقم ۱۷۶۵۹، مكتبة القدسي)

زمین وآسمان میں لعنت:

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ

جو آخرت کے عمل سے آراستہ ہو مگر اس کا ارادہ آخرت کا نہ ہو تو آسمانوں اور زمین میں اس پر لعنت کی جاتی ہے۔(المعجم الاوسط،باب العین،من اسمه عبد الرحمٰن،٥/٩٦،برقم٤٧٧٦،دار الحرمین)

چہرہ بگاڑ دیا جائے گا:

✿...... حضرت سیدنا جارُود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آخرت کے عمل کے ذریعے دنیا طلب کرے گا اس کا چہرہ بے نور ہو جائے گا، اس کا ذکر مٹا دیا جائے گا اور اس کا نام اہل نار میں درج کر دیا جائے گا۔(المعجم الکبیر،باب الجیم،الجارود بن عمرو ، ٢ / ٢٦٨ ، برقم٢١٢٨،دار احیاء التراث)

جب الحزن سے اللہ کی پناہ مانگو:

✿...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب الحزن سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگا کرو، صحابۂ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! جب الحزن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، عرض کی گئی: اس میں کون داخل ہو گا ؟ ارشاد فرمایا: وہ وادی دکھاوے کے لیے عمل کرنے والے قاریوں (یعنی عبادگزاروں اور علماء) کے لیے تیار کی گئی ہے، اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ قاری وہ ہیں جو (ظالم) حکام سے ملاقات کرتے ہیں۔(سنن ابن ماجه ،افتتاح الکتاب فی الایمان الخ،باب الانتفاع با لعلم و العمل به،١/٩٤،برقم٢٥٦،دار احیاء الکتب العربیه)

شرک اصغر:

۞...... حضرت سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر کا خوف ہے، صحابۂ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ریا، اللہ عزوجل کچھ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دیتے وقت ارشاد فرمائے گا: جاؤ ان لوگوں کے پاس جن کے لیے دنیا میں تم دکھاوا کرتے تھے اور دیکھو کہ کیا تم ان کے پاس کوئی جزا پاتے ہو؟ (مسند امام احمد بن حنبل، احادیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث محمود بن لبید، ۳۹/۳۹، برقم ۲۳۶۳۰، مؤسسة الرسالة)

اللہ عزوجل شریک سے بے نیاز ہے:

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں شریک کرنے والوں کے شرک سے بے پرواہ ہوں، جس نے میرے لیے عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا تو میں اس سے بری ہوں اور وہ عمل شریک کے لیے ہے۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الرياء والسمعة، ۱۴۰۵/۲، برقم ۴۲۰۲، دار احياء الكتب العربيه)

رائی کے دانے کے برابر ریا:

۞...... حضرت سیدنا قاسم بن مُخَیْمِرَہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل اس عمل کو قبول نہیں فرماتا ہے جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی ریا ہو۔ (الترغيب والترهيب، ۳۶/۱، برقم ۵۴، دار الكتب العلمية)

آدمی کو اللہ عزوجل سے ڈرنا چاہیے:

۞...... حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمل کو

بچانا عمل کرنے سے زیادہ سخت ہے، آدمی پوشیدہ طور پر کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے لیے عمل صالح لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا اجر ستر گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے حتی کہ وہ شخص لوگوں سے اس کا ذکر کر دیتا ہے اور اس عمل کو ظاہر کر دیتا ہے، چنانچہ اس عمل کو علانیہ عمل میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا تمام اضافی اجر مٹا دیا جاتا ہے، شیطان پھر اس کے پیچھے لگ جاتا ہے حتی کہ وہ دوسری مرتبہ لوگوں سے اس کا ذکر کر دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس عمل کا ذکر کیا جائے اور اس پر اس کی تعریف کی جائے چنانچہ اسے علانیہ سے مٹا کر ریا کاری میں لکھ دیا جاتا ہے تو آدمی کو اللہ عزوجل سے ڈرنا چاہیے اور اپنے دین کی حفاظت کرنی چاہیے، بے شک ریا شرک (اصغر) ہے۔(شعب الایمان، ۱۷۹/۹، برقم ۶۴۵۱، مکتبة الرشد للنشر والتوزیع)

جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے کہ حضرت سیدنا جندب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: میں اللہ عزوجل کے لیے کوئی عمل کرتا ہوں پھر جب کوئی اس پر مطلع ہوتا ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے، ایک روایت میں ہے: آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل وہ عمل قبول نہیں فرماتا جس میں کسی کو شریک کیا جائے اور ایک روایت میں ہے: آپ نے ارشاد فرمایا: تیرے لیے دو اجر ہیں، پوشیدہ کا اجر اور علانیہ کا اجر۔(سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الثناء الحسن، ۱۴۱۲/۲، برقم ۴۲۲۶، دار احیاء الکتب العربیه)

یہ اس وقت ہے جبکہ وہ اس لیے خوش ہو کہ لوگ اس کی پیروی کریں گے۔ واللہ اعلم

اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے:

۞...... حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: جس نے اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کے لیے علم سیکھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔(سنن ترمذی،ابواب العلم،باب ما جآء فیمن یطلب بعلمه الدنیا،۵/۳۳،برقم۲۶۵۵،شرکة مکتبة ومطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی)

جنت کی خوشبوتک نہ پاسکے گا:

۞...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے رضائے الٰہی کے لیے حاصل کیا جانے والا علم دنیا کا مال حاصل کرنے کے لیے سیکھا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبوتک نہ پاسکے گا۔(سنن ابی داؤد، کتاب العلم،باب فی طلب العلم لغیر اللّٰہ، ۳/۳۲۳، برقم۳۶۶۴،المکتبة العصریة)

ریا سے بچنے کی دعا:

۞...... بنو کاہل کے ایک شخص ابو علی بیان کرتے ہیں: حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اس شرک سے بچتے رہنا کیونکہ یہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے تو عبد اللہ بن حزن اور قیس بن مضارب کھڑے ہوئے اور کہا کہ خدا کی قسم ! یا تو آپ اپنی بات کا ماخذ بیان کریں یا پھر ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے ،کیا آپ کی طرف سے ہمیں اس کی اجازت ہے کہ نہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: بلکہ میں اپنی بات کا خود ہی ماخذ بیان کردیتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اس شرک سے بچتے رہنا کیونکہ یہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ مخفی ہے، ایک شخص کو اللہ عزوجل نے توفیق دی، اس نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: ہم اس سے کیسے بچیں جبکہ یہ چیونٹی

کے رینگنے سے زیادہ بھی پوشیدہ ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهُ یعنی اے اللہ! ہم جان بوجھ کر کسی کو تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور لاعلمی میں ایسا کرنے پر تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل،مسند الکوفیین،حدیث ابی موسی الاشعری، ۳۲/۳۸۳، برقم۱۹۶۰۶، مؤسسة الرسالة)

امام ابویعلی نے اسی کے ہم معنی حدیث حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دعا روزانہ تین مرتبہ پڑھا کرو۔

(ریا کے علاج کے طور پر) ہم صرف دعا پر اکتفاء کر رہے ہیں جو کہ اُس ریا سے چھٹکارے کا سبب ہے جو بہت زیادہ پوشیدہ اور اندھیری رات میں کالی چٹان پر چیونٹی کے رینگنے کی طرح ہے۔

اس مقام میں حاصل کلام اور خلاصۂ مقصد یہ ہے کہ سب لوگ ہلاک ہونے والے ہیں سوائے علماء کے اور علماء بھی تمام کے تمام ہلاک ہونے والے ہیں مگر ان کے جو باعمل ہیں اور باعمل علماء بھی ہلاک ہونے والے ہیں سوائے ان کے جو ان میں مخلص ہیں اور مخلص بھی بڑے خطرے میں ہیں۔

اللہ عزوجل ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں مخلص لوگوں میں سے بنائے، اور ہمیں اپنے منتخب بندوں کے مرتبے تک پہنچائے ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے اور ہمیں ان لوگوں کے ساتھ بلند مقام تک پہنچائے جن پر اس نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیق، شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ Oوَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ Oوَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ O(پ:۲۳،الصّٰٓفّٰت:۱۸۰تا۱۸۲)(ترجمۂ کنزالایمان: پاکی ہے تمہارے رب کو عزّت والے رب کو ان کی باتوں سے اور سلام ہے پیغمبروں پر اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب ہے)

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین، برحمتک یا ارحم الراحمین

